﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 17

جمعۃ المبارک 09/اپریل 2010ء

24/ربیع الثانی 1431 ہجری قمری ❁ 09/شہادت 1389 ہجری شمسی

شمارہ 15

ظلم کرنے والوں کے خلاف خدا کے حضور ایک دعا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کسی مجلس سے اٹھتے وقت جو دعائیں کرتے تھے ان میں یہ دعا بھی تھی۔

اے اللہ! جو شخص ہم پر ظلم کرے اس سے خود ہمارا بدلہ لے اور جو ہم سے دشمنی کرے اس کے خلاف ہماری مدد کر اور ہمیں اپنے دین کے بارہ میں مصیبت میں نہ ڈالنا۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب عقد التسبیح حدیث نمبر:3424)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اُمّتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بغیر گمراہ تھا۔ جو رشد اور ہدایت اس نے پائی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور تعلیم سے پائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے ہی پیغمبر تھے۔ وہ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متبع تھا۔ اس کو کون سا موقع ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کرے۔

مَیں اس کو کفر اور لعنت سمجھتا ہوں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کئے بغیر کوئی شخص نبوت کے چشمہ سے حصہ لیتا ہے اور مستقل نبوت کا مدعی ہے۔

کاش یہ لوگ سمجھتے کہ انہوں نے حضرت مسیح کے لئے جو خصوصیتیں تجویز کی ہیں ان کا نتیجہ کیا ہے۔

”اب حضرت عیسیٰ کے لئے تم خود فتویٰ دو کہ اس کے متعلق تم کیا سمجھتے ہو اور یقین کرتے ہو۔ کیا یہ مانتے ہو کہ اس کو جو کچھ دیا جائے گا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اُمّتی ہونے اور آپ کی کامل اتباع کی وجہ سے نصیب ہوگا یا پہلے سے انہیں دیا گیا ہے؟ یہ مانتے ہیں کہ وہ توریت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متبع تھا۔ پھر یہ توریت کا فخر ہوا نہ کہ قرآن مجید کا۔ پھر کیسی بیہودگی ہے کہ ایسا عقیدہ رکھا جاوے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی ہتک شان کا موجب ہو۔ اس لئے یہ ضرور ہے کہ آنے والا مسیح اسی اُمّت سے ہو اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برکت اور تعلیم پائے اور آپؐ ہی کے فیض اور ہدایت سے روشنی حاصل کرے۔

میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے مخالف اس موقعہ پر چالاکی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آنے والا عیسیٰ اُمّتی ہوگا۔ یہ مصیبت انہیں بخاری اور مسلم سے آئی کیونکہ اس میں اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ اور اَمَّكُمْ مِنْكُمْ لکھا ہوا ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کو اُمّتی بناتے ہیں مگر نہیں سمجھتے کہ اُمّتی تو وہ ہوتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بغیر گمراہ تھا۔ جو رشد اور ہدایت اس نے پائی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور تعلیم سے پائی۔ مگر یہ وہ تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے گمراہ تھے اور اب بھی گمراہ ہیں۔ جس وقت آئیں گے اُس وقت آپؐ کی ہدایت اور تعلیم پر عمل کرنے سے وہ درجہ اور عزت انہیں ملے گی۔ پھر اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کا مفہوم اس صورت میں تو درست نہ ٹھہرا۔

افسوس کا مقام ہے کہ ان لوگوں نے قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر غور کرنا چھوڑ دیا ہے اور جو حَکَمْ ہو کر آیا تھا اس کا انکار کر دیا۔ پھر ان کو سمجھ آوے تو کیونکر۔

اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ صاف طور پر یہی ظاہر کرتا تھا کہ آنے والا امام تم میں سے ہی ہوگا۔ مگر یہ اس پر راضی نہیں ہوتے۔ یہ اُمّت کو شر الامم اور یہودی بنا کر تو خوش ہو جاتے ہیں۔ لیکن مسیح اور امام کا آنا اس اُمّت سے تسلیم نہیں کرتے۔ اب یا تو حضرت مسیح کی نسبت یہ اقرار کریں کہ وہ گمراہ ہیں۔ (معاذ اللہ) جیسا کہ عیسائیوں نے اقرار کر لیا کہ وہ معلون ہیں (نعوذ باللہ)۔ عیسائیوں نے لعنتی تو ان کو کہہ دیا مگر لعنت کے مفہوم سے بے خبر ہیں۔ اگر ان کو پہلے خبر ہوتی کہ لعنت کا یہ مفہوم ہے تو کبھی نہ کہتے۔ میں نے فتح مسیح کو لکھا کہ لعنت کا مفہوم تو یہ ہے کہ ملعون راندۂ درگاہ ہو اور خدا اُس سے بیزار ہو اور وہ خدا سے بیزار اور شیطان سے جا ملے۔ اب بتاؤ کہ تم مسیح کے لئے یہ لفظ تجویز کرتے ہو؟ تو آخر وہ جواب نہ لکھ سکا۔ اور حقیقت میں اس کا جواب ہے ہی نہیں۔ انہوں نے غلطی سے لعنت کے مفہوم سے بے خبر رہ کر یہ لفظ ان کے لئے تراش لیا۔ اب جو خبر ہوئی تو فکر پڑی کہ کیا کیا جاوے۔

اسی طرح پر اگر یہ لوگ اُمّتی کے مفہوم پر نظر ڈالیں اور غور کریں تو غلطی نہ کھائیں۔ کیونکہ اُمّتی کے معنے یہی ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان و برکات سے مستفیض ہو اور ترقی کرے۔ لیکن جس کے لئے یہ کہتے ہیں وہ تو پہلے ہی پیغمبر ہے۔ اس کو کونسا موقعہ ملا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کرے۔

پھر نبی کے لفظ پر بھی بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دعویٰ نبوت ہے۔ میں کہتا ہوں یہ تو نری لفظی نزاع ہے۔ نبی تو خبر دینے والے کو کہتے ہیں۔ اب جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مخاطبات اور مکالمات ہوتے ہیں اس کا کیا نام رکھا جاوے گا۔ اور یہ نبوت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی طفیل اور اتباع کا نتیجہ ہے۔ مَیں اس کو کفر اور لعنت سمجھتا ہوں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استفاضہ کئے بغیر کوئی شخص نبوت کے چشمہ سے حصہ لیتا ہے اور مستقل نبوت کا مدعی ہے۔ یہ نرے دھوکے ہیں جو ان لوگوں کو لگے ہوئے ہیں اور بعض باوجودیکہ اس امر کو بخوبی سمجھتے ہیں لیکن جہلا اور عوام کو بھڑکانے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں تا کہ وہ میری کتابوں سے بیزار ہو جائیں اور انہیں پڑھ کر فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

کاش یہ لوگ سمجھتے کہ انہوں نے حضرت مسیح کے لئے جو خصوصیتیں تجویز کی ہیں ان کا نتیجہ کیا ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ مَسِّ شیطان سے وہی پاک ہے اور روح القدس کے سایہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر وہی گئے ہیں اور کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں۔ پھر وہی آسمان سے اترے گا اور قیامت کے قریب آخری قاضی وہی ہوں گے۔ اور پھر یہ بھی خصوصیت کہ دو ہزار برس ہونے کو آئے وہ اب تک آسمان پر ہیں اور کھانے پینے اور دیگر حوائج انسانی کے محتاج نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بھوک سے پتھر پیٹ پر باندھ لیتے مگر ان کو اس کی بھی ضرورت نہیں۔ کوئی اثر زمانہ کا اس پر نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا اثر ہو مسیح پر بالکل نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شیب اور پیرانہ سالی کے آثار ظاہر ہوں مگر مسیح ان سے بھی محفوظ۔ اب سوچو اور بتاؤ کہ ان کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ یقیناً یہی نتیجہ ہوگا کہ انہیں ساری دنیا سے الگ اور نرالا مانا جاوے یا دوسرے الفاظ میں ان کو خدا ہی کہا جاوے اس لئے کہ ایسی خصوصیتیں یقیناً انہیں خدا بناتی ہیں اور عیسائی اس کو پیش کرتے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو یہودیوں کے ہاتھ سے نجات دے کر ان کے الزاموں سے ان کو بری کیا تھا تا کہ ان کو زک دے اور پھر اس سلسلہ محمدیہ کو قائم کر کے بتا دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کا فضل جس طرف سے وہ چاہتا ہے آتا ہے خواہ اسرائیلیوں میں ہو خواہ اسماعیلیوں میں۔ اب تو یہودیوں کے ہاتھ میں نرا حسد ہے۔ لیکن اگر وہ دیکھیں کہ ان کے کمالات کا سلسلہ بند نہیں ہوا تو پھر نری رسالت سے کیا حسد۔ اور آنحضرت ﷺ کا وجود عدم وجود معاذ اللہ برابر ہو جائے گا۔ کیونکہ آپؐ کے کمالات فیوض اور برکات کا سلسلہ بجائے آگے چلنے کے انہیں پر ختم ہو گیا“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 430 تا 433۔جدید ایڈیشن)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

کا حوالہ مکمل اسناد کے ساتھ

(ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ ۔ جرمنی)

خاتم النبیین کے حقیقی معنی جاننے اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی امت میں نبوت کے جاری رہنے کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے جن روایات کو خاص اہمیت حاصل ہے ان میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کا ایک قول بھی ہے جسے حضرت امام سیوطیؒ (845ھ تا 911ھ) نے اپنی تفسیر اَلدُّرُّ الْمَنْثُوْر فِی التَّفْسِیْر بِالْمَاثُوْر میں نقل فرمایا ہے۔ اس تفسیر میں حضرت امام سیوطیؒ نے قرآن کریم کی آیات کے متعلق صحابہؓ اور تابعینؒ کی روایات کو جمع کیا ہے۔ اور اسی لئے اس تفسیر کا نام ماثور رکھا ہے۔ چنانچہ سورۃ الاحزاب کی آیت خاتم النبیین کے تحت آپ نے امام ابی شیبہؒ کے حوالہ سے حضرت عائشہؓ کا یہ قول بھی نقل فرمایا ہے۔ قُوْلُوْا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔ یعنی خاتم النبیین تو کہو لیکن یہ مت کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس روایت سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اوّل یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک آنحضور ﷺ کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں اور اسی لئے آپ نے لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ کہنے سے منع فرمایا ہے۔

دوسرے یہ کہ خاتم النبیین کے معنی ہر لحاظ سے آخری نبی کے نہیں ہیں اور اسی لئے آپؓ نے فرمایا کہ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ بے شک کہو لیکن لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ نہ کہو۔

تیسرے یہ کہ آنحضور ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کبھی بھی کسی قسم کا کوئی نبی آپ ﷺ کے بعد نہیں آسکتا بلکہ اس سے صرف یہ مراد ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد یا آپ ﷺ کی تعلیمات سے ہٹ کر کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ورنہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ آپ ﷺ فرمائیں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور حضرت عائشہؓ فرمائیں وَلَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔ پس لازماً آنحضور ﷺ کے قول کے وہ معنی نہیں جو کہ بعض علماء نے سمجھے ہیں۔ انہیں وجوہات کی بنا پر یہ روایت ہماری جماعت کے علم الکلام میں ایک خاص مقام رکھتی ہے۔

غیر احمدی علماء نے اس روایت پر جو اعتراض کئے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ یہ روایت آنحضور

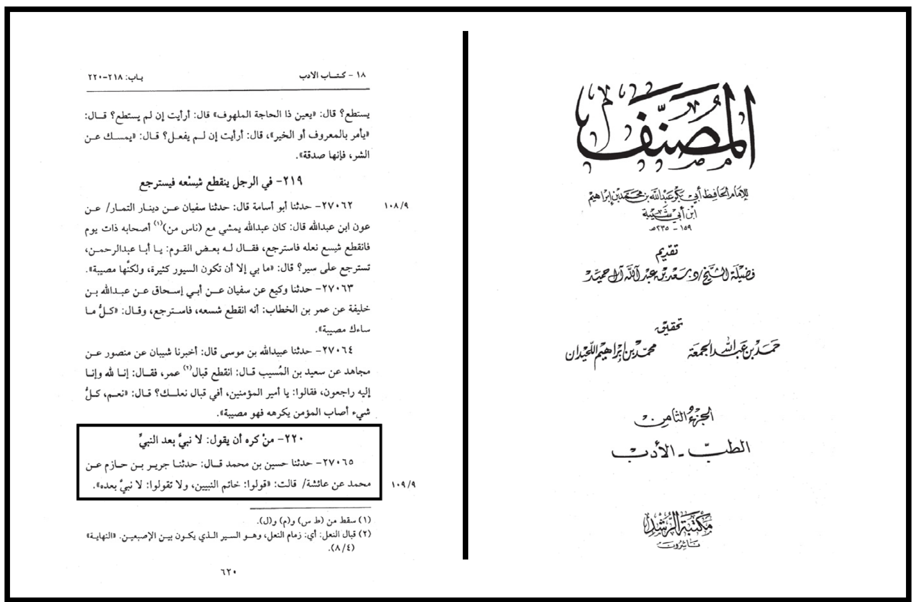

المصنف

للإمام الحافظ أبي بكر عبدالله بن محمد بن إبراهيم ابن أبي شيبة

١٥٩ - ٢٣٥هـ

تقديم

فضيلة الشيخ/ د. سعد بن عبدالله آل حميد

تحقيق

حمد بن عبدالله الجمعة — محمد بن إبراهيم اللحيدان

الجزء الثامن

الطب - الأدب

مكتبة الرشد ناشرون

١٨ - كتاب الأدب — باب: ٢١٨-٢٢٠

يستطع؟ قال: «يعين ذا الحاجة الملهوف» قال: أرأيت إن لم يستطع؟ قال: «يأمر بالمعروف أو الخير»، قال: أرأيت إن لم يفعل؟ قال: «يمسك عن الشر، فإنها صدقة».

٢١٩- في الرجل ينقطع شِسْعه فيسترجع

١٠٨/٩ ٢٧٠٦٢- حدثنا أبو أسامة قال: حدثنا سفيان عن دينار التمار/ عن عون ابن عبدالله قال: كان عبدالله يمشي مع (ناس من)(١) أصحابه ذات يوم فانقطع شِسع نعله فاسترجع، فقال له بعض القوم: يا أبا عبدالرحمن، تسترجع على سير؟ قال: «ما بي إلا أن تكون السيور كثيرة، ولكنها مصيبة».

٢٧٠٦٣- حدثنا وكيع عن سفيان عن أبي إسحاق عن عبدالله بن خليفة عن عمر بن الخطاب: أنه انقطع شسعه، فاسترجع، وقال: «كلُّ ما ساءك مصيبة».

٢٧٠٦٤- حدثنا عبيدالله بن موسى قال: أخبرنا شيبان عن منصور عن مجاهد عن سعيد بن المُسيب قال: انقطع قبال(٢) عمر، فقال: إنا لله وإنا إليه راجعون، فقالوا: يا أمير المؤمنين، أفي قبال نعلك؟ قال: «نعم، كلُّ شيء أصاب المؤمن يكرهه فهو مصيبة».

٢٢٠- منْ كره أن يقول: لا نبيَّ بعد النبيِّ

٢٧٠٦٥- حدثنا حسين بن محمد قال: حدثنا جرير بن حازم عن محمد عن عائشة/ قالت: «قولوا: خاتم النبيين، ولا تقولوا: لا نبيَّ بعده». ١٠٩/٩

(١) سقط من (ط س) و(م) و(ل).

(٢) قبال النعل: أي: زمام النعل، وهو السير الذي يكون بين الإصبعين. «النهاية» (٨/٤).

٦٢٠

ﷺ کے قریباً ایک ہزار سال بعد امام سیوطی کی ایک کتاب میں نقل کی گئی ہے۔ نہ تو اس سے پہلے ایک ہزار سال میں کسی کتاب میں اس کا کوئی ذکر ملتا ہے اور نہ ہی اس کا سلسلہ اسناد موجود ہے۔ چنانچہ مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری نے اپنی محمدیہ پاکٹ بک میں اس روایت پر یہی اعتراض اٹھایا ہے کہ اس روایت کا سلسلہ اسناد موجود نہیں۔

(محمدیہ پاکٹ بک ایڈیشن 1999ء صفحہ 383)

حضرت امام سیوطیؒ نے اس روایت میں امام ابن ابی شیبہؒ کا حوالہ دیا ہے جو کہ ایک بڑے بلند پایہ محدث اور بزرگ تھے جن کا پورا نام ابی بکر عبداللہ بن محمد تھا اور ابن ابی شیبہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی وفات 235 ہجری میں ہوئی۔ ان کے مقام کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ حضرت امام بخاری، امام مسلم، امام ابن ماجہ، امام ابی داؤد، امام احمد بن حنبل، امام دارمی نے ان کی روایات اپنے مشہور و معروف مجموعات میں شامل کی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے خود بھی ایک کتاب لکھی تھی جسے ''مصنف ابی شیبہ'' کہا جاتا ہے۔ اس کتاب میں چالیس ہزار روایات جمع کی گئی تھیں جن میں صحابہ اور تابعین کے اقوال بھی تھے۔ اس کتاب کی اہمیت کے متعلق مشہور ہے کہ سپین کے معروف مسلمان بادشاہ عبدالرحمٰن نے کہا تھا کہ میرا پورا خزانہ بھی اس کتاب سے مجھے مستغنی نہیں کرسکتا۔

گزشتہ صدی میں مصنف ابی شیبہ کے قلمی نسخے بھی مدون کرکے شائع کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مولانا مختار احمد ندوی نے پہلی دفعہ 1979ء میں مصنف ابن ابی شیبہ 15 جلدوں میں ممبئی (ہندوستان) سے مکمل شائع کیا۔ اس کی جلد 9 میں صفحہ 109 اور 110 پر کتاب الادب میں حضرت عائشہؓ کی روایت مکمل اسناد کے ساتھ درج ہے۔

اس سے زیادہ مفید وہ نسخہ ہے جو کہ 2004ء میں سعودیہ سے مکتبہ رُشد نے شائع کیا ہے کیونکہ اس میں کتاب کے تمام معلوم قلمی نسخوں کے ساتھ موازنہ کرکے اغلاط بھی درست کی گئی ہیں اور ایک بہت مفید اور تفصیلی مضمون کتاب اور صاحب کتاب کے متعلق ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ اس کی اشاعت کی جلد 8 میں صفحہ 620-621 پر یہ روایت درج ہے۔ روایت کی مکمل اسناد یوں ہیں:

حسین بن محمد نے جریر بن حازم سے اور انہوں نے محمد سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے درج بالا قول ارشاد فرمایا۔

لطف کی بات یہ ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے کتاب میں اس موضوع پر الگ باب قائم کیا ہے اور اس کا عنوان ''من کرہ ان یقول: لا نبی بعد النبی'' رکھا ہے۔ (یعنی ان کے بیان میں جنہوں نے ''آنحضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں'' کہنے سے کراہت کی)۔ اس باب میں دو روایات بیان کی ہیں جن میں ایک حضرت عائشہؓ کا یہی قول ہے۔

اللہ تعالیٰ کتاب کے شائع کرنے والوں کو جزا دے جنہوں نے مذہبی اختلاف کے باوجود نہایت دیانتداری سے اصل روایات شائع کردی ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

یہ راستہ خدا کی رضا کا ہے راستہ

جب فرد فرد کا ہوا رستہ جُدا جُدا
شیرازہ اپنی قوم کا یکدم بکھر گیا
خُود آپ کو تھا مہدیٔ دوراں کا انتظار
وُہ آ گیا تو آپ نے انکار کر دیا
ہم نے اُسے قبول کیا ، اُس کے ہو گئے
مُژدہ ہمیں وُہ قدرتِ ثانی کا دے گیا
کرتے ہو خانقاہوں میں اُس کی عبث تلاش
پیرانِ خانقاہ کو اُس کی خبر ہی کیا
اِک وعدہٗ خدا تھا یَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
یہ وعدہِ خدا تھا جو ہم سے وفا ہوا
ایمان اور حُسنِ عمل تھی خدا کی شرط
اِس شرط کو تھا آپ نے شاید بھلا دیا
اس کی تلاش تھی رہِ جمہور پر عبث
اُس کا تو شاہراہ نبوّت تھا راستہ
خُود اس مقام پر کوئی فائز نہ ہو سکا
اُس کا قیام قوّتِ بازو پہ تو نہ تھا
قصرِ شہی میں جستجو اُس کی ہوئی مگر
اُس کا وجود سطوتِ شاہی میں بھی نہ تھا
یہ راستہ خدا کی رضا کا ہے راستہ
کرتا ہے وُہ خدا جسے چاہے اُسے عطا
لازم ہے اب خلیفۂ برحق کی پیروی
منزل پہ لے کے جائے گا اب وُہ خجستہ پا

(ڈاکٹر محمود الحسن)

مضافات ربوہ میں خالی پلاٹوں کی حفاظت

ربوہ کے ماحول میں مضافاتی محلوں میں جن احباب نے پلاٹس خریدے ہوئے ہیں اور ابھی تک مکان تعمیر نہیں کئے ان پر باضابطہ قبضہ کی صورت پیدا کریں۔

ضروری ہے کہ رجسٹری کے بعد انتقال کے اندراج کرواکر موقع پر نشاندہی حاصل کرکے کم از کم چاردیواری تعمیر کریں۔ بدوں قبضہ آپ کا پلاٹ قطعی غیر محفوظ ہے۔ اکثر کالونیاں زرعی اراضی پر بنائی گئی ہیں اور مشترکہ کھاتہ میں قبضہ انتہائی ضروری ہے۔

یہ امر فوری توجہ کا متقاضی ہے اور اس پر عمل درآمد آپ کے مفاد میں ہے۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی دقت درپیش ہو تو صدر مضافاتی کمیٹی دفتر صدر عمومی سے رابطہ فرمائیں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر88

بلاد عربیہ میں مزید مبلغین کی روانگی

(1)

عربی زبان میں تبلیغی لٹریچر اور کتب کے تراجم کی تیاری کے لئے مرکز کی طرف سے وقتاً فوقتاً مبلغین کرام کو عربی زبان کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے عرب ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ 1993ء سے جماعت کی طرف سے بعض مبلغین کو بلاد عربیہ میں بھیجنے کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا جو بفضلہٖ تعالیٰ آج تک جاری ہے۔اس کھیپ کے پہلے مبلغ مکرم عبدالمجید عامر صاحب (حال عربک ڈیسک یوکے) تھے۔آیئے ان سے ان کے اس سفر کی بابت سنتے ہیں۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ اور عربی زبان سے شغف

مَیں نے 1972ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوکر 1979ء میں شاہد کا امتحان پاس کیا۔جامعہ کے زمانہ میں عربی زبان سے خاص شغف تھا خصوصاً ادب عربی کی بعض کتب سے جو ذاتی مطالعہ میں ہوتی تھیں۔اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ عربی زبان کے کسی ایک رائٹر کا نام لوں جو میرے نزدیک سب سے بہتر ہے تو میں مصطفیٰ لطفی منفلوطی کا نام لوں گا، ان کی کتاب "اَلْعَبَرَات" کا تو جواب نہیں، اس کتاب کے مطالعہ نے میرے دل میں عربی ادب کا غیر معمولی شوق پیدا کر دیا۔

مصطفیٰ لطفی منفلوطی (1876ء-1924ء) مشہور مصری ادیب ہیں جو اپنے منفرد عربی اسلوب کی وجہ سے پوری عرب دنیا میں خاص مقام رکھتے ہیں۔والدہ ترکی ہونے کے باوجود یہ عربی کے عہد ساز ادیب بنے، اور فرنچ زبان کے نہایت محدود علم کے باوجود بعض دوستوں کی مدد سے بے شمار فرانسیسی روایات کا ایسے انداز میں ترجمہ کیا کہ ہر کتاب اور ہر روایت ادب عربی کا شہ پارہ بن گئی۔شاید انہیں غم ودکھ کو نہایت مؤثر طریق پر بیان کرنے کی ماورائی قوت عطا ہوئی تھی۔ان کی کتاب "اَلْعَبَرَات" مختلف کہانیوں کا مجموعہ ہے۔اس کا مطلب ہے "آنسو"، اور یہ حقیقت ہے کہ ان کہانیوں کو پڑھ کر آنسو نکل آتے ہیں۔

جامعہ کا مقالہ

عربی زبان سے مذکورہ شغف کی بناء پر ہی مَیں نے جامعہ کے آخری سال میں مقالہ کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "شہادۃ القرآن" کا عربی ترجمہ کیا تھا۔اور شاید جامعہ احمدیہ میں مقالہ کے طور پر کسی کتاب کے عربی ترجمہ ہونے کا یہ پہلا موقع تھا۔میرے اس مقالہ کے نگران مکرم ملک مبارک احمد صاحب (مرحوم) تھے، جو کہ عربی زبان کے علم میں ایک سند کی حیثیت رکھتے تھے۔ظاہر ہے مجھے تو عربی زبان کا سطحی سا علم تھا لیکن ملک صاحب نے اس ترجمہ میں میری بہت مدد کی اور ہر قدم پر راہنمائی فرمائی۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین۔

بیرون ممالک خدمت کی توفیق اور عربوں سے رابطہ

جامعہ پاس کرنے کے بعد کچھ عرصہ پاکستان میں مختلف جماعتوں میں خدمت کی توفیق پائی، پھر 1986ء میں پہلی دفعہ سویڈش زبان سیکھنے کے لئے مجھے سویڈن بھجوادیا گیا۔جہاں مَیں نے شروع شروع میں سکول میں داخلہ لے کر زبان سیکھی لیکن بعد میں امیر و مشنری انچارج کی ذمہ داری کی وجہ سے اس طریق پر زبان سیکھنے کا سلسلہ نہ چل سکا۔

ان دنوں سویڈن میں ایک مصری احمدی مصطفیٰ کامل جامع صاحب رہا کرتے تھے جن سے اکثر رابطہ رہتا تھا۔ ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطبات کی کیسٹس مختلف ممالک میں ارسال کی جاتی تھیں، اور عربی ترجمہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے مصطفیٰ کامل صاحب انگریزی ترجمہ سنا کرتے تھے، اور کئی دفعہ مَیں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہ حضور کا خطبہ سنتے جاتے اور روتے جاتے تھے۔اکثر کہا کرتے تھے کہ حضور انور کا اگلا خطبہ آنے تک مَیں پہلے خطبہ کو متعدد بار سنتا ہوں۔خدا کے فضل سے وہ آج بھی زندہ ہیں اور اخلاص کے اسی اعلیٰ معیار پر قائم ہیں۔

اس کے بعد 1989ء میں میرا اتبادلہ سیرالیون ہو گیا۔ وہاں پر بھی بعض عرب فیملیز موجود تھیں لیکن کئی دہاکوں سے وہاں پر ہی رہنے کی وجہ سے یہ عرب فصحیٰ عربی سے بہت دور ہو گئے تھے۔سیرالیون کے دوسرے بڑے شہر "کینیما" میں ایک لبنانی الاصل احمدی مکرم خلیل احمد سلکیکی صاحب رہتے تھے ان کے ساتھ میرا رابطہ رہتا تھا، کیونکہ ان کی عربی کافی اچھی تھی، وہ اکثر رسالہ "التقویٰ" پڑھتے تھے۔ انہوں نے کچھ عربی قصیدے بھی لکھے جن میں سے بعض التقویٰ میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔

سیرالیون میں مقیم لبنانی احمدیوں کا ذکر خیر

خاکسار (محمد طاہر ندیم) عرض کرتا ہے کہ سیرالیون کے لبنانی عرب احمدیوں کا تذکرہ تاریخی اعتبار سے اپنی جگہ پر ہونے سے رہ گیا تھا بلکہ ان کے بارہ میں مطلوبہ معلومات شاید ایک ماہ قبل مکرم داؤد احمد عابد صاحب مبلغ سلسلہ سیرالیون نے بھجوائی تھیں۔اب مکرم عبدالمجید عامر صاحب کے انٹرویو میں ان سیرالیون کے لبنانی احمدیوں کا ذکر چلا ہے تو مناسب لگتا ہے کہ یہاں پر ان کے بارہ میں موصولہ معلومات نقل کر دی جائیں۔

یہ معلومات "روح پرور یادیں" سے ماخوذ ہیں جہاں مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری سابق مبلغ انچارج سیرالیون کی زبانی دو مخلص لبنانی احمدیوں کا ذکر خیر درج ہے جو معمولی تصرف کے ساتھ نظر قارئین کیا جاتا ہے۔

مکرم سید حسن محمد ابراہیم الحسینی مرحوم

مکرم سید حسن محمد ابراہیم الحسینی مرحوم سیرالیون کی جماعت کے ایک نہایت مخلص اور عالم دین رکن تھے۔ حضرت رسول پاک ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انہیں مثالی تعلق محبت وعشق تھا۔اور سلسلہ احمدیہ سے والہانہ عقیدت رکھنے والے لبنانی عرب دوست تھے۔سیرالیون میں جہاں احمدیت کا پیغام پہنچانے میں الحاج مولانا نذیر احمد علی صاحب مرحوم کو خاص توفیق ملی وہاں مقامی طور پر احمدیت کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں سید حسن مرحوم کی کوششیں بھی ناقابل فراموش ہیں۔

سید حسن مرحوم 1927ء میں لبنان سے سیرالیون جا کر تجارت وغیرہ کرنے لگے۔سیرالیون میں احمدیہ مشن کھلنے سے بہت پہلے ہی مرحوم کو بعض عربی اور انگریزی رسائل کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا علم ہو چکا تھا۔اور وہ اس کوشش میں تھے کہ کسی ذریعہ سے انہیں اس بارہ میں تفصیلی معلومات حاصل ہوں۔ چنانچہ 1937ء میں جب حضرت مولانا نذیر احمد علی (مرحوم) سیرالیون میں باقاعدہ احمدیہ مشن کھولنے کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت سید حسن (مرحوم) سیرالیون کے جنوبی صوبہ کے ایک گاؤں "باؤماہون" میں کاروبار کرتے تھے۔یہ گاؤں اس وقت سونے کی کانوں کی وجہ سے تجارت کا مرکز تھا۔جب سید حسن صاحب کو الحاج مولانا علی مرحوم کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً مولانا مرحوم کو "باؤماہون" آنے کی دعوت دی جس پر مولانا مرحوم وہاں تشریف لے گئے اور ان کی تبلیغ سے نہ صرف حسن صاحب نے احمدیت قبول کر لی بلکہ کثیر تعداد میں افریقن لوگ بھی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

قبول احمدیت کے بعد سید حسن مرحوم کی ان کے ہم وطن لبنانی تاجروں کی طرف سے شدید مخالفت شروع ہو گئی مگر آپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی بلکہ آپ ایمان کی مضبوطی اور اخلاص وقربانی میں ترقی کرتے چلے گئے اور اپنے لبنانی ہموطنوں اور دیگر عرب تاجروں میں شب وروز تبلیغ کرنے لگے جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے آپ دو اور لبنانی خاندانوں کو احمدیت کی آغوش میں لانے میں کامیاب ہو گئے۔یعنی سید امین خلیل سلکیکی مرحوم اور سید محمد حدرج صاحب کے خاندان۔مکرم سید محمد حدرج اور ان کی اولاد خدا تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت احمدیہ سیرالیون کے خاص اور فدائی ممبران میں شمار ہوتے ہیں۔مبلغین کرام سے ان کا تعاون اور محبت اور مرکز سے ان کی عقیدت دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہو جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کی اولاد کو صحت وسلامتی سے رکھے اور اخلاص میں ترقی دے۔آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی مدح میں عربی قصیدہ

سید حسن ابراہیم مرحوم جب تک زندہ رہے نظام سلسلہ کی پابندی، خلیفۂ وقت کی اطاعت اور مبلغین کرام سے تعاون اور ان کی خدمت کرنے کو اپنا فرض سمجھتے رہے۔ خلیفۂ وقت کی زیارت کے لئے مرکز سلسلہ میں آنے کے لئے بے تاب رہتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں سنیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ 1970ء میں مغربی افریقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے اس موقعہ پر سید حسن صاحب نے حضورؒ کی مدح میں ایک عربی قصیدہ کہا اور حضور کی موجودگی میں خود اجلاس عام میں پڑھ کر سنایا۔ قصیدہ پڑھتے وقت ان پر ایسی رقت کی کیفیت طاری تھی کہ گویا وہ عشق ومحبت کی کوئی واردات بیان کر رہے ہیں۔

جنوری 1971ء میں وہ کچھ عرصہ کے لئے لبنان چلے گئے کیونکہ ان کے تین بچے وہاں تعلیم پاتے تھے۔ لبنان سے وہ ربوہ (پاکستان) جانے کا ارادہ رکھتے تھے تا کہ اپنی بقیہ زندگی وقف کر کے اپنے آپ کو حضور کی خدمت میں پیش کر دیں مگر زندگی نے وفا نہ کی اور آپ لبنان میں ہی اپنے گاؤں میں مختصر علالت کے بعد مارچ 1972ء میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور انہیں اپنی رحمتوں بھری جنت نصیب کرے۔آمین۔

مکرم سید امین خلیل سلکیکی مرحوم

سید امین خلیل سلکیکی مرحوم بھی سیرالیون احمدیہ جماعت کے ایک نہایت مخلص فدائی اور جان نثار احمدی تھے۔ یوں تو مرحوم کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے دیرینہ محبت وعقیدت تھی اور وہ وقتاً فوقتاً احمدیہ مشن کی اعانت فرماتے رہتے تھے مگر سلسلہ میں باقاعدہ طور پر دسمبر 1946ء میں داخل ہوئے۔اس کے بعد قربانی ایثار اور اخلاص کا وہ اعلیٰ درجہ کا نمونہ پیش کیا جس کی مثال بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذکر پر فرط محبت سے بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔آپ فی الواقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام: یصلون علیک أبدال الشام کے مصداق تھے۔ سیرالیون احمدیہ مشن کے ابتدائی مشکل اوقات میں آپ اکثر مالی امداد فرماتے رہے، مبلغین سے محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آنا ان کا خاصہ تھا۔جب بھی ان کے ہاں جانا ہوا انہیں یہی کہتے سنا کہ میرا گھر مجاہدین احمدیت کے لئے وقف ہے اور ان کی خدمت میرے لئے عین سعادت ہے۔

انہیں یہ بھی شدید خواہش تھی کہ ان کی اولاد بھی خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ ہو اور ان کے دلوں میں اسلام اور احمدیت کی محبت گھر کر جائے۔چنانچہ انہوں نے اپنے ایک بیٹے عزیز علی امین کو چھوٹی عمر میں ہی تعلیم کی غرض سے ربوہ بھجوادیا۔

بچہ کی معجزانہ شفایابی اور اہلیہ کی بیعت

ایک مرتبہ انہوں نے ہمیں بتایا کہ شروع میں جب انہوں نے احمدیت قبول کی تو ان کی اہلیہ احمدی ہونے پر راضی نہ تھیں۔ ان کے بھائی سخت مخالف تھے۔تاہم وہ انہیں متواتر تبلیغ کرتے اور سمجھاتے رہے۔اس دوران ان کا بیٹا امین سخت بیمار ہو گیا۔اسے علاج کے لئے "مگبورکا" سے تقریباً 15 میل دور ایک شہر "مکینی" لے جایا گیا مگر وہاں اس کی حالت زیادہ خراب ہو گئی اور ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے کر ہسپتال سے رخصت کر دیا۔آخر بوقتِ شب ان کی اہلیہ نے متواتر دعا کی کہ اے شافیٔ مطلق خدا! اگر سیدنا احمد واقعی سچے مہدی اور امامِ وقت ہیں تو ان کی صداقت کے صدقے میرے اس بچے کو اب تو بغیر دوا کے ہی اپنے فضل سے شفا عطا فرما دے۔رات کو وہ اپنے بچے کے پاس بیٹھی بڑے عجز وانکسار سے یہ دعا کرتی رہیں اور صبح کیا دیکھتی ہیں کہ بچے کی بیماری میں بہت حد تک کمی واقع ہو چکی ہے۔چنانچہ وہ اسی حالت میں بچہ کو واپس "مگبورکا" اپنے گھر لے آئیں اور سارا واقعہ اپنے خاوند سید امین صاحب کو کہہ سنایا۔الحمد للہ کہ اس کے بعد ایک دو روز میں بچہ کو اللہ تعالیٰ نے کامل صحت عطا فرما دی۔ اسی قسم کے قبولیت دعا کے ایک دو اور واقعات سنا کر انہوں نے بتایا کہ اس طرح ان کی اہلیہ کو بھی شرح صدر ہو گیا اور انہوں نے بھی بیعت کر لی۔

جذبۂ قربانی اور آخری خواہش

اپریل 1960ء میں وہ سخت بیمار ہو گئے اور کچھ عرصہ فری ٹاؤن اور "بو" کے ہسپتالوں میں زیر علاج رہے جہاں پر بار بار اس امر کا ذکر کیا کہ مَیں اپنی جائیداد کا تیسرا

حصہ خدمت اسلام کے لئے وقف کرنا چاہتا ہوں اور صحت ہونے پر انشاء اللہ وصیت کردوں گا۔ جب بھی ہم تیمارداری کے لئے جاتے وہ باوجود شدید نقاہت کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کی صداقت کا ذکر شروع کردیتے۔

ایک دفعہ کہنے لگے کہ میری یہ شدید خواہش ہے کہ سیدنا محمود کی زیارت نصیب ہو مگر صحت اجازت نہیں دیتی، پھر روتے ہوئے کہنے لگے کہ اگر ہوسکے تو اب میری یہ آرزو پوری کردی جائے کہ میری وفات کے بعد میری میّت کو میرے خرچ پر قادیان لے جاکر سیدنا حضرت احمد علیہ السلام کے قدموں میں دفن کیا جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان کے غیر احمدی رشتہ داروں نے ان کی وفات کے بعد انہیں وہیں دفن کردیا جہاں وہ اور ان کا خاندان کاروبار کرتا تھا۔

ان کی وفات قصبہ ''بیلے'' میں 12/اور 13/ستمبر 1960ء کی درمیانی شب کو ہوئی۔ مکرم مولوی شیخ نصیرالدین صاحب سابق امیر جماعتہائے احمدیہ سیرالیون نے جنازہ پڑھایا جس میں احمدی احباب کے علاوہ شامی، لبنانی اور افریقن دوست بھی کثرت سے شامل ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور جنت میں اعلیٰ علّیین میں مقام عطا فرمائے اور اولاد کو اسلام اور احمدیت پر قائم رکھے۔

(ماخوذ از روح پرور یادیں صفحہ 519 تا 523)

اب ہم مکرم عبدالمجید عامر صاحب کی طرف واپس لوٹتے ہیں اور ان کی زبانی باقی واقعات سنتے ہیں۔

عربی زبان میں تخصّص

1991ء میں جب میں سیرالیون سے واپس پاکستان گیا تو بعض دیگر مربیان کرام کے ساتھ میرا نام بھی عربی زبان میں تخصّص کے لئے پیش ہوا۔ تخصّص کے ساتھ حسب ارشاد جامعہ احمدیہ میں عربی زبان کی تدریس کی ڈیوٹی بھی ادا کرنے کا موقعہ ملا۔

عربی زبان کی تعلیم کے لئے شام روانگی

مَیں ابھی پاکستان میں ہی تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ارشاد موصول ہوا کہ پاکستان میں موجود مختلف عرب ممالک کے سفارتخانوں سے رابطہ کرکے جائزہ لوں کہ کسی عرب ملک کا سٹڈی ویزا مل سکتا ہے یا نہیں۔ مجھے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کا کم از کم میرے لئے کوئی امکان نہیں۔ کیونکہ تقریباً سب ممالک کی طرف سے دو بنیادی معیار تھے جن پر مَیں پورا نہیں اترتا تھا۔ ایک تو تعلیم بی اے ہونی چاہئے تھی جبکہ مَیں ان کے لحاظ سے محض میٹرک پاس تھا، دوسرا میری عمر ان کی مطلوبہ عمر سے زیادہ تھی۔

1993ء میں مجھے جلسہ سالانہ برطانیہ میں شمولیت کی توفیق ملی۔ اور بعد از جلسہ واپسی سے ایک دن قبل جب حضور انورؒ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو حضور نے دریافت فرمایا کہ آپ کا پروگرام کیا ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ حضور کل میری فلائٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: کوئی جلدی کی ضرورت نہیں، یہاں عربک ڈیسک میں بیٹھ کر کام سیکھو اور یہاں سے مختلف عرب ممالک کے سفارتخانوں سے رابطہ کرکے دیکھو کہ آپ کو ویزا مل سکتا ہے یا نہیں۔

لندن میں مختلف عرب سفارتخانوں سے رابطہ کیا تو وہی جواب ملا جو پاکستان میں ملا تھا بلکہ انہوں نے ایک بات کا اضافہ بھی کردیا کہ ہم زائر کو اس طرح کا ویزہ نہیں دے سکتے بلکہ اسے اپنے ملک میں جاکر ویزہ لینا ہوگا۔

حضور انورؒ نے ایک مخلص احمدی عرب دوست کا نام لے کر فرمایا کہ ان سے کہیں کہ اس بارہ میں کوشش کریں۔ چنانچہ اس احمدی دوست کی کوششوں سے مجھے شام کا ویزہ مل گیا اور مَیں اکتوبر 1993ء میں شام پہنچ گیا۔

چھوٹی بچی کے دو رؤیا

1993ء کے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے جس رات میری کراچی سے فلائٹ تھی اس رات میری بیٹی عزیزہ ہبۃ الوحید (جس کی عمر اس وقت ساڑھے پانچ سال تھی) نے ربوہ میں ایک خواب دیکھی اور صبح اٹھ کر اپنی والدہ کو بتایا کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ ابو حضورؒ کے دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور حضور فرمارہے ہیں کہ مَیں نے تمہیں واپس نہیں جانے دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضور انورؒ نے مجھے لندن میں ہی رہنے کا ارشاد فرمایا تا آنکہ شام کا ویزا مل گیا اور مَیں لندن سے ہی شام روانہ ہوگیا۔

اسی طرح میرے سیریا پہنچنے کے ایک دو ماہ بعد اسی بچی نے خواب میں دیکھا کہ ہم سب گھر والے حضور انور کے دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور حضور ہمیں چاکلیٹ عطا فرمارہے ہیں۔ بعد کے حالات سے اندازہ ہوسکے گا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کو پورا فرمایا۔

انسٹیٹیوٹ میں داخلہ اور حضورؒ کا پرحکمت ارشاد

ابتدائی کچھ دن ہمارے سیرین احمدی بھائی مکرم مسلم الدروبی صاحب کے گھر پر گزارے، بعد ازاں غیر ملکیوں کے لئے عربی سکھانے والے حکومتی انسٹیٹیوٹ میں مجھے داخلہ مل گیا جس کا نام ''معھد تعلیم اللغة العربیة لغیر الناطقین بھا'' تھا۔ داخلہ سے قبل میرا ہلکا سا ٹیسٹ لیا گیا اور زبان کے معیار کے لحاظ سے مجھے اس کی آخری کلاس میں رکھا گیا۔ لیکن چند دن کی پڑھائی کے بعد مَیں نے محسوس کیا کہ یہ انسٹیٹیوٹ بہت ابتدائی قسم کا ہے جس سے شاید مجھے خاطر خواہ فائدہ نہ ہوسکے گا۔ لہٰذا مَیں نے اپنی یہ رائے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھنے کے ساتھ یہ بھی عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو کسی بہتر سکول میں داخلہ کی کوشش کی جائے۔ کچھ دنوں کے بعد حضور انور کا ارشاد موصول ہوا کہ مجھے پتہ ہے آپ کو کتنی عربی آتی ہے۔ آپ تو اس انسٹیٹیوٹ کی آخری کلاس میں ہیں لیکن مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس کی پہلی کلاس میں منتقل ہونے کی کوشش کریں اور بچوں کی طرح پڑھیں۔ چنانچہ مَیں نے ایسے ہی کیا۔ اور یہی فیصلہ درست تھا کیونکہ مجھے عربی زبان کے بڑے بڑے لفظ اور جملے اور قدیم عربی ادب کے بارہ میں تو کچھ علم تھا لیکن بنیادی امور سے اس قدر شناسائی نہ تھی۔ مختصر دورانیہ کی ان پہلی کلاسوں میں پڑھنے سے یہ بنیادی امور راسخ ہوگئے۔ اس انسٹیٹیوٹ میں تقریباً ایک سال تک تعلیم حاصل کی۔

چونکہ سکول کی پڑھائی تو بالکل ہلکی پھلکی تھی اور کسی عرب ملک میں قیام سے اصل مقصد وہاں رہ کر کثرت سے زبان بولنے، ذاتی طور پر کثرت مطالعہ کرنے اور ترجمہ وغیرہ کے کام کی پریکٹس کرنا تھا۔ اس لئے میرا طریق یہ تھا کہ روزانہ ایک عربی اخبار خریدتا اور اس کو شروع سے لے کر آخر تک مکمل پڑھنے کی کوشش کرتا تھا۔ شروع میں تو جو الفاظ اور استعمالات مشکل لگتے تھے میں ان کو لکھ لیا کرتا تھا اور سکول میں کلاس شروع ہونے سے پہلے یا بعد اپنے استاد سے ٹائم لے کر سمجھانے کی درخواست کرتا۔

فیصلہ آپ خود کریں۔ خدا کی بات ماننی ہے یا علماء کی!

میرے استاد کا نام عرفان المصری تھا اور وہ نہایت قابل اور مخلص انسان تھے جن کی مدد اور راہنمائی سے مَیں نے بہت فائدہ اٹھایا۔ اس استاد کا طریق تھا کہ تدریس کے دوران بعض اوقات مختلف مسائل کے بارہ میں اسلامی رائے کا بھی ذکر کردیا کرتا تھا، شاید اس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ یورپین سٹوڈنٹس اس کے خلاف ضرور بولیں گے اور اس طرح عربی بولنے کی پریکٹس ہوگی۔

ایک دن اس نے ذکر کیا کہ اسلام چار قسم کے آدمیوں کو قتل کرنے کی اجازت دیتا ہے جن میں ایک مرتد بھی ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ آپ کی شخصیت ہمارے لئے بڑی محترم ہے لیکن مجھے آپ کے اس نظریہ سے اختلاف ہے۔ انہوں نے کہا: پھر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ مَیں نے کہا کہ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ ثُمَّ كَفَرُواْ ثُمَّ آمَنُواْ ثُمَّ كَفَرُواْ ثُمَّ ازْدَادُواْ كُفْراً لَّمْ يَكُنِ اللّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلاَ لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلاً۔ (النساء: 138)

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انکار کردیا پھر ایمان لائے پھر انکار کردیا پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے، اللہ ایسا نہیں کہ انہیں معاف کردے اور انہیں راستہ کی ہدایت دے۔

اس کے بعد مَیں نے جماعت کا موقف اور استدلال پیش کیا کہ اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو پہلی دفعہ کفر اختیار کرنے کے بعد ایمان لانے کی نوبت ہی نہ آتی بلکہ اس کی بجائے تو پھر قتل کا حکم ہونا چاہئے تھا۔ پھر متعدد دفعہ ایمان لانے اور ارتداد اختیار کرنے کے باوجود کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ بالآخر ان کو قتل کردو بلکہ یہ ذکر ہے کہ اللہ انہیں معاف نہیں کرے گا۔

میری یہ بات سن کر وہ اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر کچھ دیر تو خاموش رہے پھر بولے کہ آپ کی بات تو منطقی ہے لیکن تمام علماء کا تو یہی فتویٰ ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔

مَیں نے عرض کیا کہ مَیں نے اپنی طرف سے کوئی بات پیش نہیں کی۔ مَیں نے تو قرآن کریم کی آیت پیش کی ہے، اب آپ کے سامنے ایک طرف علماء کا فتویٰ ہے ایک طرف قرآن کریم کا فرمان ہے، آپ خود فیصلہ کرلیں کہ آپ نے کس کی بات ماننی ہے۔

نیز مَیں نے عرض کیا کہ اس غلط عقیدہ کے ردّ میں صرف یہ ایک ہی دلیل نہیں ہے بلکہ اگر آپ چاہیں تو مَیں اس موضوع پر آپ کو مزید مواد فراہم کرسکتا ہوں۔ ان کی خواہش پر مَیں نے اگلے دن ہمارے سیرین احمدی مکرم محمد منیر ادلبی صاحب کی کتاب ''قتل المرتد'' انہیں لا کر دی۔ ان کی یہ کتاب بنیادی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب ''مذہب کے نام پر خون'' اور اس موضوع پر حضورؒ کے دیگر لیکچرز سے ماخوذ ہے۔ چند دنوں کے بعد میرے استاد نے یہ کتاب مکمل پڑھ کر جب مجھے واپس دی تو کہنے لگے کہ واقعی یہی درست رائے ہے جو نہایت منطقی اور مدلل ہے اور آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہی حقیقی اسلامی نقطۂ نظر ہے۔

اسی طرح کے بعض دیگر امور کی وجہ سے استاد عرفان کے ساتھ ایک بہت اچھا احترام کا تعلق قائم ہوگیا تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کا ایک عزیز ہے جو کسی عرب ملک میں چیف جسٹس بھی رہے ہیں انہوں نے اسلامی سزاؤں کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جو مختلف یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل کی جائے گی، اور میری خواہش ہے کہ آپ بھی اسے ایک دفعہ دیکھ کر اپنی رائے دیں۔ مجھے اس کتاب کا مسودہ دے دیا گیا جس کو پڑھ کر مَیں نے متعدد مقامات پر اپنے مختصر نوٹس لکھ دیئے۔ جب مؤلف نے ان کو پڑھا تو استاد عرفان سے کہا کہ مَیں اس شخص سے ملنا چاہتا ہوں۔ اور یوں ایک دن استاد عرفان مجھے لے کر اس کے گھر پہنچ گئے۔ اس نے بھی استاد عرفان کی طرح مجھے کہا کہ مَیں نے تو علماء کی متفق علیہ آراء کا ذکر کیا ہے لیکن آپ نے اپنے نوٹس میں آیات و احادیث کے حوالے سے مختلف رائے دی ہے۔ اگرچہ آپ کی بات بالکل درست ہے لیکن اگر مَیں اسے درج کردوں تو نہ تو میری یہ کتاب چھپے گی نہ ہی کسی کالج یا یونیورسٹی کے نصاب میں لگ سکے گی۔ مَیں نے انہیں بھی وہی جواب دیا جو اس سے قبل استاد عرفان کو دیا تھا کہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی بات ماننی ہے یا نام نہاد علماء کی۔

سیریا میں قیام کے دوران بعض علمی کام

سیریا میں قیام کے دوران مختلف مضامین کے ترجمہ کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی طرف سے حضور انور کے ہومیوپیتھی کے موضوع پر ہونے والے لیکچرز کا عربی ترجمہ کرنے کا ارشاد ہوا تھا۔ چنانچہ ان لیکچرز کی کیسٹس مجھے بذریعہ پوسٹ ارسال کی جاتی تھیں جن کو سن کر پہلے مَیں اردو میں لکھ لیتا تھا پھر اس کا تحریری طور پر ترجمہ کرلیتا تھا۔ سیریا میں قیام کے دوران مَیں نے تقریباً بیس یا پچیس لیکچرز کا ترجمہ مکمل کرلیا تھا۔

سیریا سے واپسی

سیریا میں پونے دو سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ کے بعد مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ میرے خیال میں شاید اب مجھے مزید یہاں رہنے میں زبان کے لحاظ سے فائدہ نہیں ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ پھر پاکستان واپس جائیں اور جامعہ احمدیہ میں پڑھائیں۔

پاکستان جانے سے قبل مَیں نے حضور انور کی خدمت میں لکھا کہ اگر اجازت ہو تو پاکستان جانے سے قبل حضور انور کی ملاقات کا شرف حاصل کرتا جاؤں۔ حضور نے ازراہ شفقت اجازت مرحمت فرمادی اور جب مَیں ملاقات کے لئے حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور انور نے فرمایا کہ آپ یہاں ایک طرف کسی گوشے میں لگ کے بیٹھ جائیں اور ہومیوپیتھی کے بقیہ لیکچرز کا عربی ترجمہ کریں۔ دوسری طرف حضور نے بعض احباب جماعت کو میرے وزٹ ویزہ کو مستقل ویزہ میں بدلوانے کی کوشش کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جب حضور انور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش ہوئی کہ یہاں لندن سے ایسا ہونا ناممکن ہے تو حضور نے فرمایا پھر پاکستان جاکر اس کی کوشش کریں اور ویزہ لگنے پر فیملی کے ساتھ ہی آجائیں۔ یوں پاکستان سے ویزہ لے کر فیملی کے ساتھ مَیں اپریل 1997ء میں یہاں حاضر ہوگیا۔

عربک ڈیسک میں مختلف کاموں کی توفیق

ابتدا میں حضور انور کی ڈاک کا ترجمہ اور بعد میں خطوط کی تیاری کا کام کرنے کی توفیق ملی، پھر حضور انور کے خطبات اور خطابات وغیرہ کے لئے احادیث کا استخراج اور ان کا ترجمہ کرنے کے کام کی بھی سعادت پائی۔ اسی طرح 1999ء سے رسالہ التقویٰ میں حضور کے خطبات شائع کرنے کا سلسلہ شروع ہوا تو حضور کے خطبات کا تحریری ترجمہ کرنے کی بھی توفیق ملی۔ اس کے بعد وائٹ پیپر کے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روحانی علوم و معارف کا وہ خزانہ ہمیں دے دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازنے والا اور آنحضرت ﷺ کی محبت دلوں میں بھرنے والا ہے اور تمام ادیان پر اسلام کی سچائی ثابت کر کے دکھلانے والا ہے۔ پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس علمی اور روحانی خزانے سے اپنی جھولیاں بھریں اور کامیاب اور بامراد ہوں۔

مَیں پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ تمام ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اس بات کا خاص اہتمام کریں۔ اور اردو نہ جاننے والے آپ کا کلام جو دوسری زبانوں میں جس حد تک میسر ہے اس سے فیض اٹھانے کی کوشش کریں۔

دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین پر قائم ہو۔

مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہئے۔

دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو نہ کہ وہ طریق جو دوسرے بنی نوع انسان کو تکلیف رسانی کا موجب ہو۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز-فرمودہ 19/ مارچ 2010ء بمطابق 19/امان 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج مَیں پہلے تو ایک امر کا ذکر کروں گا جو گزشتہ خطبہ کا ہی حصہ ہے جس کے بارہ میں گزشتہ خطبہ میں توجہ نہیں دلا سکا۔ اس کے بعد پھر بعض آیات کی وضاحت ہوگی جو آج کا مضمون ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبہ میں بتایا تھا کہ رزق صرف مادی رزق اور دولت کا نام نہیں بلکہ انسان کی تمام تر روحانی صلاحیتیں اور جو قویٰ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بخشے ہیں رزق کے زُمرہ میں آتے ہیں۔ یا کسی بھی قسم کی صلاحیتیں جو اس میں موجود ہیں اور یہ رزق بھی تمام و کمال اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا تھا جو آگے صحابہؓ کو آپ نے بانٹا۔ اس میں ایک تو قرآن کریم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا اور دوسرے آپؐ کی سنت، آپؐ کے ارشادات، جن سے صحابہؓ نے روحانی فیض پایا اور خوب خوب اپنی جھولیاں بھریں۔ اور پھر آخری زمانہ کے لئے بھی آپ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی کہ جس طرح دنیا روحانی دیوالیہ پن کا شکار تھی۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اور اس میں انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور میرے آنے سے یہ روحانی رزق تقسیم ہوا اور اس رزق سے پھر ہزاروں لاکھوں روحانی مردوں میں جان پڑ گئی۔ تو ایک وقت آئے گا کہ خال خال کے علاوہ پھر مسلمانوں میں بھی اس رزق کی کمی ہو جائے گی۔ اس روحانی مائدہ اور خزانہ پر توجہ نہ دے کر عمومی مسلمان بھی اس روحانی دولت سے بےفیض اور محروم ہو جائیں گے۔ اور اُس وقت پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جری اللہ، مسیح موعود اور مہدی موعود کی صورت میں آئے گا اور پھر میرے اس خزانے کو تقسیم کرے گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ خزانے تقسیم کرنے تھے اور کئے جن کے بارہ میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اب مَیں وہ حدیث جو ابوداؤد نے اپنی صحیح میں لکھی ہے ناظرین کے سامنے پیش کر کے اس کے مصداق کی طرف ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ سو واضح ہو کہ یہ پیشگوئی جو ابوداؤد کی صحیح میں درج ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراث، ماوراء النہر سے یعنی سمرقند کی طرف سے نکلے گا جو آل رسول کو تقویت دے گا۔ جس کی امداد اور نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی اور الہامی طور پر مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی جو مسلمانوں کا امام اور مسلمانوں میں سے ہوگا دراصل یہ دونوں پیشگوئیاں متحد المضمون ہیں‘‘۔ (ایک ہی مضمون رکھتی ہیں) ’’اور دونوں کا مصداق یہی عاجز ہے۔ مسیح کے نام پر جو پیشگوئی ہے۔ اس کی علامات خاصہ درحقیقت دو ہی ہیں۔ ایک یہ کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی ہوگی اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا اور ان کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو بکلی دور فرما کر جواہرات علوم حقائق و معارف ان کے سامنے رکھ دے گا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے لیتے تھک جائیں گے اور ان میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا بلکہ جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بکثرت طیب غذا صداقت کی اور شربت شیریں معرفت کا پلایا جائے گا اور علوم حقہ کے موتیوں سے ان کی جھولیاں پُر کر دی جائیں گی اور جو مغز اور لب لباب قرآن شریف کا ہے اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے ان کو دیئے جائیں گے‘‘۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142-141 حاشیہ)

پس یہ روحانی خزانہ ہے جسے ایک طرف تو وہ بدقسمت لوگ ہیں جو اسے لینے سے انکار کر رہے ہیں اور دوسری طرف سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں جو اس سے سیر ہو رہے ہیں اور ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روحانی علوم و معارف کا وہ خزانہ ہمیں دے دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازنے والا اور آنحضرت ﷺ کی محبت دلوں میں بھرنے والا ہے اور تمام ادیان پر اسلام کی سچائی ثابت کر کے دکھلانے والا ہے۔ پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس علمی اور روحانی خزانے سے اپنی جھولیاں بھریں اور کامیاب اور بامراد ہوں۔

اردو پڑھنے اور سمجھنے والے تو آپ کے اس روحانی خزانے کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ کر رہے ہیں اور کرنی چاہئے۔ مَیں پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ تمام ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اس بات کا خاص اہتمام کریں۔ اور اردو نہ جاننے والے آپ کا کلام جو دوسری زبانوں میں جس حد تک میسر ہے اس سے فیض اٹھانے کی کوشش کریں۔ تراجم کا کام بھی ہو رہا ہے۔ انگریزی زبان میں زیادہ اور دوسری زبانوں میں ذرا کم یا کچھ حد تک۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اس روحانی خزانے کو جلد از جلد دنیا تک مختلف زبانوں میں پہنچانے والے ہم بن سکیں۔

آج کی جو آیات مَیں نے صفت حَسِیْب کے حوالے سے چنی ہیں اب مَیں ان کے بارہ میں کچھ کہوں گا بات کروں گا۔ سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُم بِہِ اللّٰہُ۔ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ۔ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (البقرۃ:285) کہ اللہ ہی کا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے اور خواہ تم اسے ظاہر کرو جو تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ اللہ اس کے بارہ میں تمہارا محاسبہ کرے گا۔ پس جسے وہ چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

ایک مومن کا ایمان تبھی مکمل ہوتا ہے جب وہ ہر وقت اپنے نفس پر نظر رکھنے والا ہو اور اس کو اس تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے جو خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ذریعے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ ورنہ اس کی ظاہری عبادتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اس کی جماعتی خدمات بھی جو وہ بجا لا رہا ہوتا ہے اور جس کو دنیا یعنی اس کے اردگرد کے لوگ اور معاشرے کے لوگ بعض دفعہ بڑا سراہ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے اسے علم ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ تو اگر صرف دکھاوے کے لئے ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر تبلیغ کر کے پیغام پہنچا رہا ہے لیکن اپنے عمل اس کے مطابق نہیں تو یہ بات بندوں سے تو چھپی رہ سکتی ہے خدا تعالیٰ سے نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے مومن پر یہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور جو پوشیدہ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا اجر بھی اس کے مطابق ہے جو کسی کے اپنے نفس کی کیفیت اور حالت ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ ۔ حدیث نمبر 1)

یعنی کسی بھی عمل کو اس کی نیت کے مطابق پرکھا جائے گا جو کسی بھی عمل کرنے والے کے دل میں ہے۔ اب نیتوں کا حال تو صرف خدا ہی جان سکتا ہے اور جانتا ہے اس لئے مومنوں کو واضح کیا کہ جس خدا نے زمین و آسمان پیدا کیا ہے وہ اس میں موجود ہر چیز کی کنہ تک سے واقف ہے اور انسان بھی اس سے باہر نہیں ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے جو تم چھپ کر کرتے ہو یا ظاہر کرتے ہو اس سے واقف ہے بلکہ ہر خیال جو تم دل میں لاتے ہو اس سے بھی واقف ہے تو اپنے نفسوں کا تزکیہ کرو۔ اپنے دلوں کو خالصتاً خدا تعالیٰ کے لئے پاک کرنے کی کوشش کرو۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یُحَاسِبْکُم بِہِ اللّٰہُ (البقرہ:285) یعنی اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے گا تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے تمہارے عمل تمہارے دل کی حالت اور نیت کے مطابق جزا پائیں گے۔

قرآن کریم میں ایک اور مقام پر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا۔ وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِھَا۔ وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ (الانبیاء:48) اور ہم قیامت کے دن ایسا پورا تولنے والے سامان پیدا کریں گے کہ جن کی وجہ سے کسی جان پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہوگا تو ہم اسے موجود کر دیں گے اور ہم حساب لینے میں کافی ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ ہر جزا سزا انسان کے عمل کے مطابق دیتا ہے اور کبھی ظلم نہیں کرتا۔ لیکن کیونکہ دلوں کی پاتال تک سے بھی واقف ہے۔ ہر عمل کا محرک اور نیت اس کے علم میں ہے اس لئے اس بات کا بھی حساب ہوگا کہ نمازیں خدا تعالیٰ کی خاطر پڑھی جا رہی تھیں یا دکھاوے کے لئے۔ صدقات خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کئے جا رہے تھے یا دیئے جا رہے تھے یا دکھاوے کے لئے۔ یا جو بھی نیکیاں ہیں ان کے کرنے کا محرک کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تزکیہ نفس ہر وقت تمہارے مدّنظر رہنا چاہئے اور اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے ہر عمل بجا لانا چاہئے۔ پھر برائی یا نیکی کے بعض خیالات ہیں ان کی جزا بھی خدا تعالیٰ دیتا ہے لیکن کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے اس لئے ہر برائی کا خیال جو دل میں آتا ہے اس کی پکڑ نہیں کرتا۔ بلکہ اس خیال کو جب انسان دل میں بٹھا لیتا ہے اور موقع ملنے پر اس بدخیال کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر قابل مواخذہ ہوتا ہے۔ جیسے مثلاً ایک انسان دشمنی میں یا کسی بھی قسم کے بغض اور کینے کی وجہ سے دوسرے انسان کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے گو عملاً نقصان نہ پہنچایا ہو لیکن دل میں یہ خیال جمائے بیٹھا رہے کہ جب بھی موقع ملا اس کو نقصان پہنچاؤں گا تو ایسے عمل پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتے ہیں۔ لیکن کیونکہ انسان کمزور واقع ہوا ہے اور برائی کے خیالات بھی دل میں آسکتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ہر عمل پر فوری پکڑ نہیں لیتا۔ لیکن اگر انسان نیت کرے کہ مَیں نے کرنا ہے تب پکڑ میں آتا ہے۔ اگر انسان ایسے بُرے خیالات پر عمل کرنے کی نیت نہ کرے اور موقع کی تلاش میں نہ رہے تو ایسے بدخیالات جو انسان کے دل میں آتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

اس بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ اگر میرا بندہ کوئی بُرا کام کرنے کا سوچے تو یہ گناہ نہیں لکھنا۔ لیکن اگر وہ اس کو عملی شکل دینے کی کوشش کرے تو پھر اس کا گناہ لکھا جائے گا۔ اور اگر کوئی نیکی کا ارادہ کرے مگر وہ کر نہ سکے یا کسی وجہ سے رک جائے تو ایک نیکی لکھ لو اور اگر عملاً اس نیکی کو سرانجام دے دے تو اس کے بدلے میں دس نیکیاں لکھو۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب اذا ھم العبد بحسنۃ کتبت ...... حدیث نمبر 334 ۔ دار الکتاب العربی بیروت 2008ء)

پس اللہ تعالیٰ تو اس طرح اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ ایک مومن کا کام ہے کہ اپنے اعمال اور اپنی نیتوں کو درست کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اپنے گناہوں اور اپنی کمزوریوں پر نظر رکھے تا کہ اللہ تعالیٰ کی وسیع تر رحمت سے حصہ پائے اور عذاب سے بچے۔

پھر ایک جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَکُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰہُ طٰٓئِرَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ۔ وَنُخْرِجُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کِتٰبًا یَّلْقٰہُ مَنْشُوْرًا۔ اِقْرَاْ کِتٰبَکَ۔ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا (بنی اسرائیل:14-15) اور ہر انسان کا اعمالنامہ ہم نے اس کی گردن سے چمٹا دیا ہے اور ہم قیامت کے دن اس کے لئے اسے ایک ایسی کتاب کی صورت میں نکالیں گے جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔ اور اگلی آیت میں (یہ دو آیتیں ہیں) فرمایا کہ اپنی کتاب پڑھ، اللہ فرمائے گا آج کے دن تیرا نفس تیرا حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں پھر انسان کو متنبہ کیا ہے کہ اپنے اعمال پر نظر رکھو۔ یہ نہ سمجھو کہ ایک عمل نیک یا بد جو تم نے بھی کیا ہے وہ بھولی بسری چیز بن گئی ہے۔ ایک تو جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چاہے چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ کرے گا جو بھی تمہارے دل میں ہے۔ یہاں مزید کھولا کہ چھپانے کا کیا سوال ہے تمہارا ہر عمل تمہاری گردن کے ساتھ لٹکا دیا گیا ہے۔ ایک ڈائری ہے جو روز کی بن رہی ہے جس میں نیکیاں بھی لکھی جا رہی ہیں اور بدیاں بھی لکھی جا رہی ہیں اور قیامت کے دن یہ کتاب کھل کر سامنے آ جائے گی۔

بعض دفعہ کیا بلکہ اکثر اوقات انسان اپنی برائیوں کو یاد نہیں رکھتا یا ان کو اتنی اہمیت ہی نہیں دیتا کہ وہ یاد رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کتاب جو لکھی جا رہی ہے، جو تمہاری گردن میں لٹکائی گئی ہے اس میں ہر واقعہ مع تاریخ اور وقت کے لکھا جا رہا ہے۔ ہر عمل جو تم کرتے ہو اس پہ لکھا جا رہا ہے اور یہ تمہارے اعمالنامے کا ایک دائمی حصہ بن چکا ہے۔ اس سے چھٹکارا نہیں پایا جا سکتا۔

پس انسان کو ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے اور جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی لکھا ہوا سامنے ہوگا۔ اس لئے بجائے اس کے کہ انسان مرنے کے بعد اعمالنامے کو پڑھے اور پھر اگر بُرے اعمال ہیں تو خفت اٹھانی پڑے یا اللہ تعالیٰ کی سزا کا مستوجب بنے۔ انسان کو اس زندگی میں اپنا روز محاسبہ کرنا چاہئے اور یہ جو روزانہ کا محاسبہ ہے وہ جہاں انسان کو معاشرہ کی نظروں سے بچاتا ہے وہاں خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بھی بناتا ہے۔ بہت سارے کام انسان معاشرے میں کرتا ہے اور پھر لوگ اس پہ انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ لیکن اگر انسان خود اپنا محاسبہ کر رہا ہو تو جہاں یہ محاسبہ ہر وقت انسان کو محتاط کرے گا وہاں لوگوں کی نظروں سے بھی انسان بچے گا۔ پس کوشش یہ ہونی چاہئے کہ جب کتاب ملے تو نیک اعمال لئے ہوئے ہو گو کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس کے فضل کے حصول کے لئے بھی اسی کی طرف جھکنے کی ضرورت ہے۔

ایک جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ۔ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا (الانشقاق:8-9) تو اس سے جلد ہی آسان حساب لیا جائے گا۔ داہنے ہاتھ سے مراد نیکیاں ہیں۔ ایسے لوگوں کی برائیوں پر نیکیاں غالب ہوں گی اور حساب آسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے یہ حساب آسان کر دے گا۔ اور دوسرا گروہ وہ ہے جس کا حساب مشکل ہوگا۔ ان کو پیٹھ پیچھے سے کتاب دی جائے گی۔

مَیں نے گزشتہ خطبہ میں ایک حدیث بھی سنائی تھی کہ مومنوں کا جو حساب ہے وہ حساب نہیں ہے۔ (مسلم کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا و اھلھا ۔ باب : اثبات الحساب ۔ حدیث نمبر 7225، دار الکتاب العربی بیروت 2008ء)

آسان حساب ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ تو ایسا گروہ جن کو پیٹھ پیچھے سے کتاب دی جائے گی، اللہ تعالیٰ انہیں یہ کتاب دے کر فرمائے گا کہ یہ کتاب پڑھ اور

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005

Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

پھر اپنا محاسبہ کر۔ کیونکہ تیرا نفس خود ہی حساب کے لئے کافی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وہ جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا تو کسی زبردستی کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ ہر انسان کو اس کی کتاب دے کر فرمائے گا کہ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ کہ اپنی کتاب پڑھ۔ اور بداعمال کرنے والوں کے نفس خود یہ گواہی دے رہے ہوں گے کہ ہاں ہمارے عمل ہی ایسے ہیں جو ہمیں سزا کا مستوجب بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی سے بے انصافی نہیں کرتا۔ وہ تو رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل کی جزا دیتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے عمل کی بھی جزا دیتا ہے۔ ہاں وہ کیونکہ ہر چیز پر قادر ہے اس لئے چاہے تو بخش بھی سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

”قرآن شریف بار بار یہی فرماتا ہے کہ عالم آخرت کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اس کے تمام نظارے اسی دنیاوی زندگی کے اظلال و آثار ہیں۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے.......... ہم نے اسی دنیا میں ہر شخص کے اعمال کا اثر اس کی گردن سے باندھ رکھا ہے اور انہی پوشیدہ اثروں کو ہم قیامت کے دن ظاہر کر دیں گے اور ایک کھلے کھلے اعمالنامے کی شکل پر دکھاویں گے۔ اس آیت میں جو طائر کا لفظ ہے تو واضح ہو کہ طائر اصل میں پرندے کو کہتے ہیں پھر استعارے کے طور پر اس سے مراد عمل بھی لیا گیا ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل نیک ہو یا بد ہو وہ وقوع کے بعد پرندے کی طرح پرواز کر جاتا ہے اور مشقت یا لذت اس کی کالعدم ہو جاتی ہے اور دل پر اس کی کثافت یا لطافت باقی رہ جاتی ہے“۔ (ہر عمل کو انسان بھول جاتا ہے اور پھر اس کا نیکی یا بدی کا جو اثر ہے وہی دل پر قائم رہتا ہے۔) فرمایا کہ ”یہ قرآنی اصول ہے کہ ہر ایک عمل پوشیدہ طور پر اپنے نقوش جماتا رہتا ہے۔ جس طور کا انسان کا فعل ہوتا ہے اسی کے مناسب حال ایک خدا تعالیٰ کا فعل صادر ہوتا ہے اور وہ فعل اس گناہ کو یا اس کی نیکی کو ضائع ہونے نہیں دیتا بلکہ اس کے نقوش دل پر منہ پر آنکھوں پر کانوں پر ہاتھوں پر پیروں پر لکھے جاتے ہیں اور یہی پوشیدہ طور پر ایک اعمالنامہ ہے جو دوسری زندگی میں کھلے طور پر ظاہر ہو جائے گا“۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 401-400)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو صرف بھلائی اور خیر کے کرنے اور برائی اور شر سے بچنے کی طرف تاکید نہیں فرمائی بلکہ اس حقیقت کی وجہ سے کہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے اور کمزوریوں اور گناہوں کی طرف راغب ہو سکتا ہے اور ان عملوں کی وجہ سے سزا کا مستوجب بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع تر رحمت نے بندے پر یہ بھی احسان فرمایا ہے کہ اسے اپنی رضا کے حصول کے لئے دنیا و آخرت کی حسنات کے حاصل کرنے کے لئے دوزخ کے عذاب سے بچنے کے لئے دعائیں بھی سکھا دی ہیں تا کہ یہ دعائیں کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کے بندوں کو نیک اعمال کرنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہوتی رہے اور برائیوں سے بچنے کا احساس بھی رہے۔

سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہ دو آیات ہیں کہ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202) اور انہیں میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ اے ہمارے ربّ ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

پھر فرمایا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا۔ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (البقرۃ:203) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ایک بڑا اجر ہوگا اس میں سے جو انہوں نے کمایا اور اللہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔

پس پہلے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومن کے اعمال اور کوششیں صرف اس دنیا کی حسنہ کے حصول تک ہی محدود نہیں رہتیں۔ ایک تو وہ دنیا کی حسنات کی تلاش میں بھی رہتے ہیں۔ دوسرے آخرت کی حسنات کی تلاش میں بھی رہتے ہیں۔ تیسرے آگ کے عذاب سے بچنے کی بھی دعا کرتے ہیں۔ اور آگ کا عذاب صرف آخرت میں آگ کا عذاب نہیں ہے بلکہ ہر ایسی چیز جو کسی بھی انسان کے لئے تکلیف کا باعث بن سکے وہ آگ کا عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے۔ یہ دعا ان کی اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی رہتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حقیقی مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر خیر کے وہ متلاشی ہوتے ہیں۔ چاہے وہ دنیا کی خیر ہو یا آخرت کی خیر ہو اور ہر اس عمل سے خدا تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتے ہیں جو انہیں خدا تعالیٰ سے دور لے جا کر عذاب کا باعث بنائے۔ پس یہ بڑی جامع دعا ہے اور ہر طبقہ اور استعداد کے انسان کے لئے اس کی روحانی اور دنیاوی ترقی کے لئے بہت اہم دعا ہے جو ہمیں بہت زیادہ کرنی چاہئے اور ایک حقیقی مومن کو خاص طور پر آنحضرت ﷺ نے یہ تلقین فرمائی ہے کہ اپنی دنیا و آخرت کی حسنات کے لئے یہ دعا مانگا کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ، حدیث نمبر 6389)

پس اس دنیا کی حسنات طلب کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو طلب کرتا ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک حسنات ہیں۔ جس میں پاک رزق بھی شامل ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی بھی شامل ہے۔ نیک اعمال بھی شامل ہیں جو خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہیں۔ احسن رنگ میں خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے عبادات بھی شامل ہیں۔ اور پھر ان حسنات کی وسعت اس طرح ہے کہ جو حسنات ایک انسان کے علم میں ہیں یا نہیں وہ بھی ایک مومن خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے اور جب یہ حسنات اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل رہی ہوں گی تو دنیا کی ہر قسم کی تکلیفوں اور ایسے اعمال سے جو اسے آگ کے عذاب کا مورد بنا سکتے ہوں اللہ تعالیٰ ایک حقیقی مومن کو بچا لیتا ہے اور یہ دنیا کی حسنات ہی آخرت کی حسنات سے نوازے جانے کا باعث بھی بنتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو اقتباس مَیں نے لئے ہیں جو اس پر بڑی روشنی ڈالتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے“ (یعنی مومن کا) ”اور دنیا، اس کا مال و جاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری یا اَور زادِ راہ کو ساتھ لیتا ہے تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتا ہے۔ نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے مگر دین کا خادم سمجھ کر اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً (البقرۃ:202) اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے۔ لیکن کس دنیا کو؟ حَسَنَةَ الدُّنْيَا کو جو آخرت میں حسنات کی موجب ہو جاوے۔ اور اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہئے اور ساتھ ہی حَسَنَةَ الدُّنْيَا کے لفظ میں ان تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آ گیا ہے جو کہ ایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنی چاہئیں۔ دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو نہ وہ طریق جو کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسانی کا موجب ہو، نہ ہم جنسوں میں کسی عار اور شرم کا باعث۔ ایسی دنیا بیشک حسنۃ الآخرۃ کا موجب ہوگی۔ پس یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ دین اور الٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے۔ سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا۔

حدیث میں عمار بن خزیمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میرے باپ کو فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنی زمین میں درخت لگانے سے منع کیا۔ تو میرے باپ نے جواب دیا کہ مَیں بوڑھا ہوں کل مر جاؤں گا۔ پس اس کو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ پر ضرور ہے کہ درخت لگاوے۔ پھر راوی کہتے ہیں مَیں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ خود میرے باپ کے ساتھ مل کر ہماری زمین میں درخت لگاتے تھے اور ہمارے نبی کریم ﷺ ہمیشہ عجز اور کسل سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ سست نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ حصول دنیا سے منع نہیں فرماتا بلکہ حسنۃ الدنیا کی دعا تعلیم فرماتا ہے۔

(الحکم جلد 4 نمبر 29 مورخہ 16/اگست 1900ء صفحہ 304) (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 694-695 زیر سورۃ البقرۃ آیت 202)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ حدیث یہاں کوٹ (Quote) کی اس کا مطلب تھا کہ میں تو اب مر رہا ہوں مجھے دنیا کی حسنات سے کیا غرض ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں تمہیں جب تک تمہاری زندگی ہے اس دنیا کی حسنات کے لئے بھی کوشش کرتے رہو۔ اگر اپنے لئے نہیں تو اپنی اولاد کے لئے، جو بعد میں آنے والوں کے لئے بھی دنیاوی حسنہ بن جائے۔ اور بعض دفعہ اولاد کے لئے دنیاوی سامان کرنا بھی دین کے لئے ضروری ہو جاتا ہے تا کہ اولاد در در کی ٹھوکریں کھانے سے بچ جائے اور کوئی مجبوری، غربت، افلاس انہیں دین سے دور نہ کر دے اور اس طرح وہ اپنی عاقبت بگاڑ لیں۔ یعنی حسنہ صرف اپنے لئے نہیں بلکہ اپنی نسلوں کے لئے بھی دنیا کی بعض حسنات ہیں جو جاری ہو جاتی ہیں اور ہمیشہ جاری رہتی ہیں بشرطیکہ اولاد کی روحانی تربیت بھی ہو اور اس حسنہ سے بھی وہ فائدہ اٹھا رہے ہوں اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ اور پھر اپنے والدین کے لئے ایسی اولاد ہی ہے جو دعا بھی کرتی ہے اور یہ دعا پھر ان کی آخرت کی حسنات کا موجب بن جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن شریف میں سکھائی ہے کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:25) کہ ان سے رحم کا سلوک فرما، میرے بچپن میں جو رحم فرماتے رہے۔ مجھے انہوں نے اس دنیا کی حسنات سے نوازا۔

پھر ایک اور اقتباس ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک دنیا کی مختصر زندگی اور اس میں جو کچھ مصائب شدائد اور ابتلاء وغیرہ اسے پیش آتے ہیں ان سے امن میں رہے۔ دوسرے فسق و فجور اور روحانی بیماریاں جو اسے خدا سے دور کرتی ہیں ان سے نجات پاوے۔ تو دنیا کا حسنہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا روحانی طور پر یہ ہر ایک بلا اور گندی زندگی اور ذلت سے محفوظ رہے۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا (النساء:29)

فرمایا کہ دو چیزیں ہیں جن چیزوں کا انسان محتاج ہے۔ ایک تو اس دنیا کی زندگی ہے جو مختصر زندگی ہے گو کہ بعض دنیا دار اس کو بہت لمبی زندگی سمجھتے ہیں اس میں جتنی مصیبتیں آنی ہیں، مشکلات آنی ہیں تکالیف آنی ہیں ابتلاء آنے ہیں ان سے بچنے کے لئے کوشش کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ بچے۔ دوسرے فسق و فجور اور

جتنی روحانی بیماریاں ہیں جو اسے خدا سے دُور کر دیں ایک دیندار کے لئے یہ بھی بڑا ضروری ہے کہ وہ ان سے بھی نجات پائے تو یہ دنیا کی حسنات ہیں''؟

فرمایا کہ ''ایک ناخن ہی میں درد ہو تو زندگی بیزار ہو جاتی ہے۔............اسی طرح جب انسان کی زندگی خراب ہوتی ہے جیسے بازاری عورتوں کا گروہ ہے کہ ان کی زندگی کیسی ظلمت سے بھری ہوئی اور بہائم کی طرح ہے کہ خدا اور آخرت کی کوئی خبر نہیں۔ تو دنیا کا حسنہ یہی ہے کہ خدا ہر ایک پہلو سے خواہ وہ دنیا کا ہو خواہ آخرت کا ہر ایک بلا سے محفوظ رکھے اور فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً میں جو آخرت کا پہلو ہے وہ بھی دنیا کی حسنہ کا ثمرہ ہے۔ اگر دنیا کا حسنہ انسان کو مل جاوے تو وہ فال نیک آخرت کے واسطے ہے''۔ (اگر اس دنیا میں انسان کو حسنہ دنیا کی حسنات مل جائیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوپر ذکر فرمایا۔ تو فرمایا کہ وہ آخرت کے لئے نیک فال ہے۔) ''یہ غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کا حسنہ کیا مانگنا ہے آخرت کی بھلائی ہی مانگو۔ صحت جسمانی وغیرہ ایسے امور ہیں جس سے انسان کو آرام ملتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے وہ آخرت کے لئے کچھ کر سکتا ہے اور اس لئے ہی دنیا کو آخرت کا مزرعہ کہتے ہیں'' (کہ دنیا جو ہے وہ آخرت کی کھیتی ہے) ''اور در حقیقت جسے خدا دنیا میں صحت عزت اولاد اور عافیت دیوے اور عمدہ عمدہ اعمال صالح اس کے ہوویں تو امید ہوتی ہے کہ اس کی آخرت بھی اچھی ہوگی۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ 695-696 زیر سورۃ البقرہ آیت 202) (تب بھی اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رہتا ہے۔ اعمال کر کے انسان بے پرواہ نہیں ہو جاتا کہ اب میں نے ایسے اعمال کر لئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا یقینی ہے اور جنت یقینی ہے۔) فرمایا کہ امید ہوتی ہے کہ اس کی آخرت بھی اچھی ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اس دنیا کی جو حسنات ہیں وہ آخرت میں بھی کام آئیں گی۔

اور پھر یہ دوسری آیت جو مَیں نے پڑھی تھی اس میں یہ فرمایا ہے کہ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا۔ وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ (البقرۃ:203) کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ایک بڑا اجر ہوگا اس میں سے جو انہوں نے کمایا۔ اللہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔ اس میں ایک تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ یہ دعا کریں گے کہ انہیں حسنات ملیں اور پھر اپنے عملوں کو بھی حتی المقدور اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے، ان حسنات کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے ان کو ان کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا اور یقیناً وہ دنیا کی حسنات بھی حاصل کرنے والے ہوں گے۔ دین کی حسنات بھی حاصل کرنے والے ہوں گے اور آخرت کی حسنات بھی حاصل کرنے والے ہوں گے اور یہ جو فرمایا کہ وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ یہاں اس کا یہ مطلب ہے کہ اصل یہ دعا ہے جو پہلے کی گئی ہے جب تمہارے عمل دعا کے ساتھ مل جائیں گے تو جو نیکیاں کماؤ گے اللہ تعالیٰ پھر اس کی جزا بھی دیتا ہے اور فوری دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی نیکی کا ادھار نہیں رکھتا بلکہ فوری بدلہ دیتا ہے۔ وہ نیکیاں فوری طور پر انسان کے کھاتے میں لکھی جاتی ہیں اور اپنے وقت پر وہ ظاہر ہو رہی ہوتی ہیں۔ دعاؤں کی قبولیت کے نشان جو ہیں ہر احمدی اس کا گواہ ہے ہر ایک کو کچھ نہ کچھ تجربہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہی حسنات کا ایک اظہار ہے۔

پھر ایک اور دعا ہے جو عموماً نماز میں تشہد اور درود شریف کے بعد پڑھتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہے کہ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراھیم:41) کہ اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی اے ہمارے ربّ اور میری دعا قبول کر اور اے ہمارے ربّ مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی اور مومنوں کو بھی جس دن حساب برپا ہوگا۔

پس جب ہر نماز میں حساب کے دینے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو یہ اس لئے ہے کہ ہمیں یہ کہا گیا ہے کہ اپنے ہر عمل پر نظر رکھو۔ حسنات یونہی نہیں مل جاتیں۔ دنیا کی حسنات کے لئے جو آخرت کی حسنات کا باعث بننے والی ہیں اپنے ہر عمل پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ روزمرہ خود اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔ عبادات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ نماز کے قیام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور پھر اپنی اولاد کی نمازوں کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ ان کی عبادات کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ اس طرف بھی توجہ دینا ایک راعی کی حیثیت سے، گھر کے نگران کی حیثیت سے تمہارا فرض ہے۔ اور پھر اس میں من حیث الجماعت افراد جماعت کو توجہ دلائی گئی کہ ایک دوسرے کے لئے دعا کریں۔ اپنے والدین کے لئے بھی اور تمام مومنین کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں جس دن کہ حساب قائم ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ سے صرف اپنی مغفرت مراد نہیں ہے۔ آگے اس کی وضاحت بھی ہوتی ہے لیکن فرمایا کہ بعض دفعہ جو واحد متکلم ہے جمع متکلم ہو جاتا ہے۔ (البدر جلد اول نمبر 9مورخہ 26 دسمبر 1902ء صفحہ 69 کالم 1) یعنی کہ جو ایک کلام کرنے والا ہے، اپنے لئے مانگنے والا ہے بول رہا ہوتا ہے تو وہ بعض صورتوں میں ایک نہیں رہتا بلکہ جمع ہو جاتا ہے۔ اور یہاں یہی صورت ہے کہ پوری جماعت کے لئے دعا مانگی گئی ہے۔ پورے مومنین کے لئے دعا مانگی گئی ہے۔ پس اس دعا کو ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام نیکیاں بجالانے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا اور آخرت کی حسنات حاصل کرنے کے لئے ہمیں تمام ان راستوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی راستے ہیں، جو اس طرف لے جانے والے راستے ہیں۔

اسی طرح ایک اور بات کی طرف بھی اس حوالے سے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایک عام احمدی اور ایک عہدیدار میں بھی جو فرق ہے وہ عہدیداروں کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے اور نمازوں کے قیام کے لئے بھی اور دوسری نیکیاں بجالانے کی طرف بھی اپنے نمونے قائم کریں۔ تبھی ایک عام احمدی جو ہے اس کی بھی اس طرف توجہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز جنازہ حاضر

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 3/فروری 2010 ۔قبل از نماز ظہر و عصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرمہ سکینہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام نبی صاحب بنت مکرم میاں حسن محمد صاحب) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ یکم فروری 2010 کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت میاں خوشی محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نصیر گل صاحب بطور الیکٹریشن جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم احمد خان باجوہ صاحب (سابق معلم وقف جدید۔ دار النصر غربی ربوہ)

11۔ اکتوبر 2009 کو 100 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1935ء میں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ 1976 سے 1986 تک معلم وقف جدید کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ دعوت الی اللہ کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ بہت جگہوں پر احمدیت کے نئے پودے لگائے اور 100 سے زائد بیعتیں کروائیں۔ بڑے معاملہ فہم، صابر وشاکر اور قناعت پسند انسان تھے۔

(2) مکرم چوہدری شاہ محمد صاحب (امیر ضلع خیرپور سندھ)

مرحوم 18۔ جنوری 2010 کو 91 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے اپنے والد کے ساتھ 1935 میں سندھ آ کر ایک گاؤں آباد کیا جس کا نام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کے والد کے نام پر جمال پور رکھا۔ آپ کو خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عشق تھا اور اولاد کو بھی ہمیشہ اسی کی نصیحت کرتے تھے۔ نہایت غریب پرور اور مالی خدمت کا جذبہ رکھنے والے مخلص احمدی تھے۔ آپ نے اپنے باغ میں سے کچھ پودے غریبوں کے لئے مخصوص کر رکھے تھے۔ پھل تیار ہونے پر وہ سارا پھل غریبوں میں تقسیم کر دیتے۔ بہت زیرک اور صائب الرائے انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 6 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حمید احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ کے والد تھے۔

(3) مکرم عطاء محمد خان صاحب (ابن مکرم ملک فتح محمد خان صاحب۔ پچنند ضلع چکوال)

7۔ مارچ 2009ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم موصی تھے۔ تقریباً پندرہ سال تک بحیثیت صدر جماعت پچنند خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو احمدیت اور خلافت سے والہانہ عشق تھا اور ایک دلیر داعی الی اللہ تھے۔

(4) مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب میجر ریٹائرڈ (کراچی)

24 اگست 2009 کو 98 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1941 میں انڈین آرمی میں بھرتی ہوئے۔ فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد بارہ سال کراچی میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں بطور ایڈمنسٹریٹر آفیسر کام کیا۔ حکومت پاکستان نے جانفشانی اور ایمانداری سے فرائض کی ادائیگی کے صلے میں آپ کو گولڈ میڈل سے نوازا۔ آپ نے تمام عمر سلسلہ اور خلافت سے قریبی تعلق رکھا۔ آپ کو پانچوں خلافتیں دیکھنے کی سعادت ملی۔ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمات بجا لانے کی بھی توفیق پائی۔ ہمیشہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر مالی قربانی کرتے اور تمام عمر صوم وصلوۃ کے پابند رہے۔

(5) مکرم ریاض احمد ناصر صاحب (آف سپین)

مرحوم 13۔ جنوری 2010 کو بعارضہ ٹیومر وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ ان کی اہلیہ کا تعلق مراکش سے ہے۔

(6) مکرمہ امۃ الفیاض صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد الغفار خان صاحب مرحوم)

مرحومہ 27۔ دسمبر 2009 کو ربوہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ انتہائی نیک، صالح، دعاگو اور متقی خاتون تھیں۔

(7) مکرم میاں محمد حنیف صاحب (آف راولپنڈی)

4۔ نومبر 2009 کو 89 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نمازوں کے پابند، نہایت مخلص اور دعاگو انسان تھے۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ ہمیشہ وفا کا تعلق رکھا۔

(8) عزیزہ شافیہ اکرم صاحبہ (بنت مکرم شیخ محمد اکرم صاحب۔ حافظ آباد)

21 ستمبر 2007ء کو اپنی سہیلیوں کے ساتھ سکول جاتے وقت لائن عبور کرتے ہوئے ٹرین کے حادثہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بچی کی عمر 18 سال تھی۔ مرحومہ نیک اوصاف کی حامل لجنہ کی مخلص ممبر تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: امن کانفرنس از صفحہ نمبر 16

تمام دیگر مذاہب کی تعلیمات میں نمایاں تبدیلیاں ہوجانے کی وجہ سے ان کے ماننے والے ان تعلیمات سے دور ہٹتے چلے جاتے ہیں ۔ امیر صاحب نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا ذکر کیا کہ آپ نے جب اس جماعت کو قائم کیا تو اس کا مقصد تمام انسانیت کو اسلام کی پُرامن تعلیمات کی چھتری تلے جمع کرنا تھا۔ انہوں نے قرآنی آیات (سورۃ البقرہ آیت 57 اور سورۃ الکہف آیت 30) کے حوالہ سے بتایا کہ اسلام ہر شخص کو آزادی دیتا ہے کہ وہ جو مذہب اختیار کرنا چاہتا ہو ہدایت کی واضح روشنی میں اختیار کرے۔ انہوں نے پُرامن معاشرہ کے قیام کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف مبارکہ ''پیغام صلح'' سے اقتباس پڑھ کرسنایا۔

(پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439-440)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد الٰہی پیش خبریوں کے مطابق خلافت حقہ کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ افراد جماعت خلافت کی پیروی میں اسلام کی پُرامن تعلیم کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں اور دنیا کے 190 ممالک میں جماعت کی شاخیں قائم ہوچکی ہیں۔ اور دُکھی انسانیت کی خدمت ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کے اصول پر ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے کررہی ہے۔

مکرم امیر صاحب کی تقریر کے بعد متعدد ممبران پارلیمنٹ نے مختصر تقاریر کیں اور تقریباً ہر ایک نے جماعت کے اس لائحہ عمل ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کو ایک نہایت اعلیٰ اور مؤثر نصب العین قرار دیا۔

مختلف ممبران پارلیمنٹ کی تقاریر

۞......اس کے بعد محترمہ Siobhain McDonagh جو حلقہ مسجد بیت الفتوح Morden اور Mitcham کے علاقہ سے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ باوجود مذاہب کے اختلاف کے تمام انسانوں میں خوش کُن زندگی، مساوی حقوق اور باعزت زندگی گزارنے کی خواہشات قدر مشترک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ اقدار وہ ہیں جن کا حصول قرآنی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ میں 24 لاکھ مسلمان رہتے ہیں جن کی آبادی دوسروں کے مقابلہ میں دس گنا زیادہ تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ اور یہ ہم سب کے لئے خوشی کا باعث ہے کہ مختلف معاشرے آپس میں جنگ کرنے کی بجائے مل جُل کر رہ رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ آپ کی جماعت بہت محنت اور لگن سے کام کرتی ہے اور آپ کے فلاحی اور انسانی ہمدردی کے کاموں میں آپ کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے ۔ آپ کے کاموں میں ہمیں اسلام کی حقیقی تصویر نظر آتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ یہ وہ مذہب ہے جو ہر قسم کی آزادی انسانوں کو دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بعض افراد معاشرے میں شدید قسم کے رویّے رکھتے ہیں ۔ اس لئے امن وسلامتی کو ہمیں کوئی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہئے اور باآواز بلند اس پیغام کو دنیا میں پہنچانا چاہئے۔

۞......حزب اختلاف کی طرف سے مقرر کردہ شیڈو وزیر برائے ٹرانسپورٹ Mr. Stephen Hammond نے اپنی مختصر تقریر میں کہا کہ دنیا میں بہت سے تصادم غلط فہمیوں کی وجہ سے ہوئے ہیں اور مذہب کے نام پر خونریز جنگیں لڑی گئی ہیں ۔ اس امن کانفرنس کی قسم کی تقاریب اہم مواقع ہیں جہاں غلط فہمیوں اور شکوک کو دُور کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم جو سیاستدان ہیں ہم پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مختلف مذاہب اور اقوام کے لوگ اکٹھے کام کرسکیں یا زندگی گزار سکیں اور اپنے اپنے رنگ میں عبادت کرسکیں۔

۞......محترمہ Laura Moffatt جو Crawley کے علاقہ کی ممبر پارلیمنٹ ہیں نے کہا کہ کوئی صاحب عقل ایسا نہیں ہوسکتا جسے جماعت احمدیہ کے کاموں سے اتفاق نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ میرے حلقہ میں جماعت احمدیہ چھوٹی سے تنظیم ہے مگر نہایت فعال ہے اور جب بھی وہ کوئی تقریب منعقد کرتے ہیں نہایت سادگی سے مگر اس میں سے نہایت شان سے امن مترشح ہوتا ہے۔

۞......اس کے بعد محترمہ جسٹین گریننگ جو حلقہ مسجد فضل کی نمائندہ ممبر آف پارلیمنٹ ہیں اور حزب اختلاف کی تجویز کردہ وزیر برائے معاشرت اور لوکل گورنمنٹ ہیں نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ یقین رکھتی ہیں کہ انسانوں میں قیام امن کے لئے تین چیزیں نہایت ضروری ہیں ۔ اول ایک دوسرے کے جذبات کو سمجھنا۔ نمبر 2 ایک دوسرے کے جذبات اور اقدار کی عزت کرنا اور نمبر 3 باہمی رواداری ۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں کے مابین جو مختلف تفریقوں کی دیواریں چُن دی گئی ہیں احمدیہ مسلم جماعت نہایت محنت اور لگن سے ان دیواروں کو گرانے میں کوشاں ہے۔ انہوں نے ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ مَیں سمجھتی ہوں کہ ایک آزاد معاشرہ میں امن کے قیام کے لئے مذہبی تعلیمات نہایت ضروری ہیں۔ اصل میں تو وہ باہمی تعلقات کی لڑی ہے جو بدلے ہوئے دلوں کو آپس میں پرونے کا باعث بنتی ہیں۔

۞......جناب Tom Cox جو 1970ء سے 2005ء تک ممبر آف پارلیمنٹ رہے ہیں نے اپنی تقریر میں ممبران جماعت احمدیہ کو جن ناانصافیوں اور مظالم کا نشانہ پاکستان میں بنایا جارہا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہ قریب کے زمانہ میں پاکستان ہوکر آئے ہیں اور ان مظالم کو اپنے آنکھوں سے دیکھ کر آئے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ باوجود اس کے کہ ممبران کو قتل کیا گیا اور قید و بند کی صعوبتوں میں بغیر قانونی چارہ جوئی کی اجازت کے رکھا گیا ہے ۔ پھر ملازمتوں سے ناانصافی سے برطرفی اور ہر قسم کے حقوق سے محرومی کے باوجود مَیں نے حیرت سے دیکھا کہ احمدی نہایت صبر اور حوصلے سے نہ صرف ان مظالم کو برداشت کررہے ہیں بلکہ ان نامساعد حالات میں ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' کے اعلیٰ اخلاق پر قائم ہیں۔

۞......اس کے بعد Martin Linton ممبر آف پارلیمنٹ از Battersea اور پھر Tom Brake مرکزی کرائیڈن کے علاقہ کے جو ممبر آف پارلیمنٹ ہیں اور پھر Dominic Grieve جو کہ حزب اختلاف کے نامزد کردہ وزیر برائے انصاف ہیں نے مختصر تقاریر کیں جن میں انہوں نے جماعت احمدیہ کی قیام امن کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

احمدیہ امن ایوارڈ

ممبران پارلیمنٹ کی تقاریر کے بعد پہلا ''احمدیہ امن انعام'' (Peace Prize) لارڈ ایرک ایوبری (Erick Avebury) کو حضور انور نے عطا فرمایا۔

مکرم امیر صاحب برطانیہ نے مختصراً لارڈ ایوبری کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان کی خدمات اس قدر ہیں کہ یہاں ان سب کا ذکر کرنے کا وقت نہیں مگر ان کی انسانی حقوق کے قیام کے لئے دنیا بھر میں کی گئی قابل قدر خدمات کے اعتراف میں ان کا نام تجویز ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس یہ ایوارڈ انہیں عطا فرمایا جس کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈز (£10.000) کا ایک چیک بھی تھا۔

لارڈ ایوبری نے یہ ایوارڈ عطا ہونے پر کہا کہ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ اسّی برس سے زیادہ عمر گزار جانے پر بھی وہ دنیا میں انسانوں کے مساوی حقوق کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ تقریباً سو سال پہلے ان کے دادا نے قیام امن کے لئے ایک کتاب لکھی تھی جس میں انہوں نے ایک اصول وضع کیا تھا کہ ''سب سے محبت کرو۔ بھروسہ صرف چند چنیدہ لوگوں پر کرو اور کسی کی برائی نہ کرو''۔

انہوں نے کہا کہ دنیا میں جو قتل و غارت، لوٹ مار، انسانوں پر مظالم کا بازار گرم ہے اس کے خلاف انہوں نے ہمیشہ جدوجہد کی ہے اور جب تک ان کی ٹانگوں میں چلنے کی سکت رہے گی وہ ہمیشہ اسی سمت میں قدم بڑھاتے رہیں گے۔ مگر انہوں نے کہا کہ وہ قیام امن کی کوششوں سے مایوس نہیں ہیں کیونکہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' وہ نعرہ ہے جسے جماعت احمدیہ دنیا کے کناروں تک پہنچا رہی ہے اور انہیں قوی امید ہے کہ اگر ہم اپنی زندگیاں اس کے مطابق گزاریں گے تو ضرور ہم ساری دنیا کو اس کی طرف کھینچ لائیں گے۔

تقریب کے اس حصہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 45 منٹ تک حاضرین سے خطاب فرمایا جس کے دوران تمام مہمانان گرامی نہایت توجہ سے خطاب کا حرف حرف سنتے رہے۔

خطاب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

تشہد، تعوذ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مہمانوں کو مخاطب کر کے السلام علیکم کہا اور فرمایا کہ آج کی خوش کن تقریب وہ ہے جہاں ممبران جماعت کے عزیز دوست ہمارے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ بعض پرانے دوست ہیں اور بعض نئے جن کا تعلق مختلف مذاہب اور معاشروں سے ہے جن میں زیادہ تر برطانوی باشندے ہیں۔ اپنا قیمتی وقت خرچ کرکے آپ کا یہاں تشریف لانا آپ کی اس خواہش کی غمّازی کرتا ہے کہ آپ ایک بہت بڑے مقصد کے لئے کوشاں ہیں اور سکون اور خوش آئند زندگی کے طلبگار ہیں۔

ان تمام خواہشوں کی جڑ ایک ہی لفظ میں بیان ہو جاتی ہے اور وہ ہے ''امن''۔ یہی وہ چیز ہے جو ہمارے گھروں کے سکون کی ضمانت ہے ۔ جو معاشرے کی فلاح و بہبود کو یقینی بناتی ہے اور قوم و ملّت کو استحکام عطا کرتی ہے اور ترقیات کی راہ پر گامزن کرتی ہے۔ جب یہ ایک لفظ اپنے اندر اس قدر وسیع فوائد رکھتا ہے تو پھر یہ ہر شخص کی توجہ کا مرکز کیوں نہ ہو اور ہر اچھے انسان کے دل میں یہ لگن تڑپ کی صورت کیوں نہ اختیار کر

حضور انور نے فرمایا کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے انسان کو محنت کرنی پڑتی ہے، قربانی کرنی پڑتی ہے اور جس قدر بڑا مقصد ہو اسی قدر بڑی قربانیاں اس کے حصول میں دینی پڑتی ہیں۔ ایک لائحہ عمل بنا کر اس کی پابندی کرنی پڑتی ہے، اپنے جذبات کی قربانی دے کر دوسروں کے جذبات کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ صحتمند معاشرہ کے قیام کے لئے ہر شخص کو باعمل بنتے ہوئے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیئے۔ دوسروں کی دولت کو حسد کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ غریبوں کی مدد کرنی چاہیئے اور اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

حضور نے فرمایا کہ مختصر الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ اگر آپ کسی بھی سطح پر امن کے قیام کی خواہش رکھتے ہیں تو اس کے لئے اعلیٰ اخلاق کو اپنانا ضروری ہے۔ قواعد اور ضوابط پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سنہری اصول اس ضمن میں عطا فرمایا ہے۔ آپ نے ہدایت فرمائی کہ ''جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرو''۔

حضور نے مزید فرمایا کہ امن میں حرج دلوں کی بے چینیوں سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ بے چینیاں اس وقت جنم لیتی ہیں لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کے حقوق تلف کئے جا رہے ہیں۔ جب وہ ظالمانہ جبر محسوس کرتے ہیں، جب وہ حقیر سمجھے جاتے ہیں اور جب انصاف کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ جب امیر اور غریب کے درمیان فاصلے بڑھتے جاتے ہیں۔ جب ترقی حاصل کرنے کے وسائل مساوی بنیادوں پر حاصل نہیں ہوتے۔ جب طاقتور اپنی طاقت کے بل بوتے پر افراد کے مذہبی عقائد میں مداخلت کرتے ہیں۔ جب ایک ملک اپنی طاقت کے زور سے دوسرے پر مسلّط ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جب امداد کے نام پر طاقتور ممالک دوسرے ممالک کے قدرتی وسائل پر اپنا تسلّط جمانے لگتے ہیں۔ جب وہ سنہری اصول اپنایا نہیں جاتا کہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے کرتے ہو۔ اور جب یہ تمام عوامل انتہائی حدوں کو چھونے لگتے ہیں تو امن کی فضا کی دھجیاں بکھر جاتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ غور کریں تو جو عوامل مَیں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں ان میں اس سنہری اصول کو مدنظر رکھ کر کام کرنا ایک بہت مشکل کام ہے۔ خودغرض انسان جو ہر پہلو سے اپنا ہی فائدہ پیش نظر رکھتے ہیں اور دوسروں کی ضروریات سے لاپرواہ ہوتے ہیں وہ تو ایک طرف مگر دوسرے افراد بھی ہیں جو حقیقتاً دنیا میں قیام امن کے خواہاں ہیں وہ بھی اُس سنہری اصول کا حق اس معیار کے مطابق ادا نہیں کرتے جس معیار پر انہیں ہونا چاہیئے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو محبت اور پیار اور بھائی چارے کی فضا قائم ہونے کی تمنا رکھتے ہیں مگر ان میں سے کتنے ہیں جو اس کے لئے اپنی ذاتی دولت قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تا کہ دنیا سے تکالیف کو ختم کیا جا سکے۔ چند ایک استثنائی صورتیں تو سامنے آتی ہیں مگر زیادہ تر افراد تھوڑی سی رقم غرباء کے لئے دے دیتے ہیں جو ایک معمولی سی رقم ہوتی ہے مگر اپنے جذبات کی قربانی دینے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہوتا۔ جب عالمی برادری میں سے ایک بہت بڑا حصہ ناداری اور ظلم کی چکّی میں پس رہا ہو تو ناانصافیوں کے احساس نفرتوں میں تبدیل ہوتے جاتے ہیں اور وہ چھوٹی چھوٹی مالی قربانیاں جو کچھ افراد نے کی ہوتی ہیں بے معنی نظر آنے لگتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ آج کی دنیا کا جائزہ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ ایک بہت بڑی تعداد غربت، ظلم اور ناانصافی کا شکار ہے۔ بہت سی حکومتیں اپنے ہی عوام سے ظالمانہ سلوک کر رہی ہیں۔ چاہے وہ مظالم مذہبی ہوں یا دوسری وجوہات کی بنا پر ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ مغربی حکومتیں براہ راست یا بالواسطہ ان جابرانہ کارروائیوں میں ملوث ہیں۔ مثال کے طور پر کیا افلاس اور قحط سالی ایتھوپیا میں امن کو پاؤں جمانے دے سکتی ہے؟ آپ ٹیلی ویژن پر اس کی خبریں دیکھتے ہیں بہت ہی محدود رقم انہیں امداد کے لئے دی جاتی ہے مگر اس ملک میں جہاں معیشت کا نظام ریزہ ریزہ ہو چکا ہے یہ امدادی رقم افلاس کے مارے عوام کا پیٹ پالنے کے لئے استعمال نہیں ہوتی یا کافی نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس بڑی بھاری رقوم باغیوں کو یا فوجوں کو دی جاتی ہیں تا کہ وہ اس سے اسلحہ خریدیں اور اس طرح وہ مطلق العنان حاکم اپنی حکومت کو طاقت کے بل بوتے پر عوام پر مسلّط رکھ سکیں۔ ایتھوپیا میں خود اسلحہ بنانے کی اہلیت نہیں ہے اس لئے ظاہر ہے کہ انہیں اسلحہ بیرونی طاقتوں کی طرف سے دیا جا رہا ہے یا امیر ممالک میں سے کچھ طاقتور عناصر یہ کرتے ہیں جنہوں نے مافیا کی طرح اپنا جال دنیا بھر میں پھیلا رکھا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ دنیا کی طاقتور قوموں نے دنیا میں حد سے بڑھی ہوئی غربت، ظلم اور ناانصافیوں کا کوئی حل ڈھونڈ نہیں نکالا؟ صرف اقوام متحدہ کا اعلیٰ سطحی اجلاس بُلا لینا اور ظالمانہ کارروائیوں پر غم و غصہ کا اظہار کر دینا کسی صورت میں بھی کافی نہیں۔ جیسا کہ فلسطین کے معاملہ میں طاقتور حکومتوں کا اپنے نمائندوں کے ذریعہ ٹیلیویژن پر ہمدردی کا اظہار کسی صورت بھی کافی نہیں۔ اس اظہار کے بعد کیوں کوششیں نہیں کی جاتیں کہ امن کا قیام عمل میں لایا جائے جیسا کہ عراق اور افغانستان کے معاملہ میں اقدامات کئے گئے۔

حضور نے فرمایا مَیں یہ نہیں کہہ رہا کہ جو کچھ عراق اور افغانستان کے معاملہ میں کیا گیا وہ صحیح ہے یا غلط۔ مَیں یہاں یہ بات واضح کر رہا ہوں کہ طاقتور ممالک نے بھرپور اقدامات کئے تا کہ ان کے نقطہ نگاہ کے مطابق قیام امن کے لئے جو بھی کارروائی ضروری تھی انہوں نے اس پر عمل کیا۔ حال ہی میں ایک کمیشن کارروائی کر رہا ہے کہ معلوم کیا جائے کہ عراق پر حملہ کرنے کا فیصلہ درست تھا یا نہیں۔ حکومت کے بڑے عہدیداران اپنی رائے پر مصرّ ہیں کہ جنگ کا فیصلہ درست تھا۔ جبکہ برطانیہ میں عوام کی کثیر تعداد اور سیاستدانوں میں سے بھی بہت بھاری تعداد کا کہنا ہے کہ عراق پر حملہ کا فیصلہ غیر منصفانہ تھا۔ ان حملوں کے بعد عراق اور افغانستان کے عوام اپنے اپنے رنگ میں ردّعمل دکھا رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ حملے یہ کہہ کر کئے گئے کہ ان ممالک کے عوام کے انسانی حقوق کو قائم کرنے کے لئے کارروائی ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ پھر دوسری طرف کیوں اسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہیں سمجھی گئی جب کہ فلسطین کے عوام پر بیرونی حملے کئے جا رہے تھے تو ان لوگوں کی حفاظت کا سامان کیا جاتا۔ اگر ہم یہ بات مان بھی لیں کہ جارحانہ کارروائی میں پہل فلسطینیوں کی طرف سے ہوئی تھی پھر بھی انہیں اس قدر ہولناک سزائیں دینے کا کوئی منصفانہ جواز نہیں ہو سکتا۔ نہتے معصوم شہری جن میں عورتیں اور مرد بچے بوڑھے شامل تھے ان پر بلا کسی تفریق کے اس قدر وحشیانہ بمباری کی گئی کہ ایک پورا بستا ہوا شہر زمین بوس کر کے خاکستر کر دیا گیا۔

ہم مانتے ہیں کہ مغربی دنیا کے اخبار اور ذرائع ابلاغ چیخ اٹھے، بڑی طاقتوں نے غم و غصہ کے اظہار کے لئے بیانات جاری کئے مگر کوئی عملی اقدامات نہیں کئے گئے کہ اسرائیل کو ان مظالم سے باز رکھا جائے۔

حضور نے فرمایا کیا وہ معصوم بچے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اپنے گھروں کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھا، جنہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بے قصور بہن بھائیوں کو تڑپ تڑپ کر جان دیتے دیکھا، جنہوں نے اپنے مجبور بے یار و مددگار والدین کو زندگی کی بھیک مانگتے دیکھا کیا وہ معصوم بچے ان ہولناک نظاروں کو اپنے ذہنوں سے مٹا سکیں گے۔ جب ان کے اندر سلگنے والے یہ غم ردّعمل کی صورت اختیار کرتے ہیں تو جیسا کہ فلسطین کی تاریخ سے ثابت ہے امن و امان کی صورتحال کو مزید خطرات درپیش ہو جاتے ہیں اور ہر ردّعمل کے جواب میں شدید سے شدید مظالم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا جب دنیا میں کوئی واقعہ ہوتا ہے تو ساری دنیا میں اس کی فلمیں نشر ہو جاتی ہیں۔ جب ان مظالم کی جھلکیاں دنیا بھر میں مسلمان دیکھتے ہیں تو اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ ان دلوں میں غصے اور نفرت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور پروان چڑھتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت بھی ایک مزید ظالمانہ کارروائی کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا بڑی طاقتیں ان ظالمانہ کارروائیوں کو روکنے کے لئے کوئی اقدامات کریں گی؟

نبی کریم ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ امن کا قیام کرنے کے لئے اپنے دلوں کو نفرت سے یکسر خالی کر لو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے مظلوم بھائی اور ظالم بھائی دونوں کی مدد کرو۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ مظلوم بھائی کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے مگر ظالم بھائی کی مدد کیونکر کی جا سکتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ظالم کی مدد اس طرح کرو کہ اسے ظلم سے روکو تا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ جائے۔

حضور نے فرمایا کہ ان معاملات میں عملی اقدامات کرنے ضروری ہیں خواہ زیادتی کرنے والا کمزور ہو یا طاقتور۔ خواہشات اور ارادے چاہے کتنے بھی شاندار ہوں ان سے امن کا قیام ممکن نہیں جب تک انہیں عملی جامہ نہ پہنایا جائے۔ اعتماد کی فضا پیدا کرنی نہایت ضروری ہے، اسی سے افراد میں حوصلہ اور خود اعتمادی پیدا ہو سکتی ہے۔ مساوی حقوق ہر جگہ میسر ہونے چاہئیں۔ غریب اور ترقی یافتہ ممالک اور غریب اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان خلیج کو پُر کرنا ہوگا۔

اقوام متحدہ میں جب بھی کوئی ریزولیوشن منظور ہوں تو انہیں مسترد کرنے کا حق (Veto Power) ختم کرنا ہوگا۔ انصاف کے تمام باریک در باریک تقاضوں کی شناخت کرنی ہوگی۔ ہم سب کو نہایت وفا کے ساتھ اپنے عہدوں، ذمہ داریوں اور حیثیتوں کو نبھانا ہوگا۔ یہ وفاشعاری اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب قوانین کو نہ صرف الفاظ میں بلکہ پوری روح کے ساتھ مکمل طور پر لاگو کیا جائے۔ دوغلی پالیسیاں اور دوہرے معیار ختم ہونے چاہئیں۔ اخبارات اور پریس بھی اس کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا قرآن کریم ہمیں انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے ہدایت دیتا ہے کہ اگر تمہیں اپنے خلاف یا اپنے رشتہ داروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو تب بھی تم انصاف کے ساتھ گواہی دو۔

حضور نے فرمایا کہ کتنے معاملات ایسے ہیں جو ان اداروں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں جن اداروں کو جنگ عظیم دوم کے بعد اسی مقصد سے وجود میں لایا گیا تھا کہ وہ ایسے اقدامات کریں کہ آئندہ مستقبل میں دنیا کو کبھی اس قسم کی ہولناکیوں کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔اس ضمن میں تب ہی اصلاح ہوسکتی ہے جب بڑی طاقتیں تنقید کو قبول کرتے ہوئے اپنی غلطیوں کو مان لیں۔

حضور نے فرمایا کہ اپنی غلطیوں کو نہ تسلیم کرنے کا فیصلہ اس وقت ہی ہوگیا تھا جب اقوام متحدہ وجود میں آئی اور پانچ طاقتور حکومتوں کو ریزولیشن کو منظور ہونے سے پہلے مسترد کرنے کا حق دے دیا گیا۔اس طرح اپنے خلاف گواہی دینے کا حق ان سے چھن گیا۔اس صورت حال میں یہ ادارہ دوسروں کو انصاف کس طرح دے سکتا ہے۔انہوں نے تو خود اپنے وجود میں آنے کی غرض سے وفا نہیں کی۔

وفاداری وہ وصف ہے جو محبت اور پیار سے پیدا ہوتا ہے۔افراد کی سطح پر محبت کے جذبات وفاشعاری کو مضبوط کرتے ہیں۔جب ایک شہری اپنے وطن کی محبت سے سرشار ہوتا ہے تو وہ ملک کا وفادار ہوجاتا ہے۔اگر محبت کا جذبہ نہ ہو تو قربانی کی روح بھی پیدا نہیں ہوتی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس جدید الیکٹرونک وسائل کے دور میں دنیا سمٹ کر ایک عالمی بستی (Global Village) کی شکل اختیار کرگئی ہے۔ اس کا صحیح فائدہ تب ہوگا جب باہمی خیر سگالی موجود ہو۔ اس کے برعکس اگر نفرتیں ظاہر ہوتی ہوں اور یہ منفی جذبات دلوں کا سکون منتشر کرنے والے بن جائیں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ یہ کوئی ترقی نہیں بلکہ یہ ہلاکت خیز تباہی کی طرف لے جانے والی حرکت ہے۔

حضور انور نے انتباہ فرمایا کہ مَیں یہ وضاحت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ باہمی محبت ،خلوص اور وفا کے رشتے اس وقت تک استوار نہیں ہوسکتے جب تک یہ محبت اخلاص اور وفا کے رشتے اپنے خالق و مالک ربّ العزت کے ساتھ پہلے جوڑ نہ لئے جائیں۔ ذہنی اور قلبی بے سکونی اور بے چینی جس نے دنیا کی آبادی کے ایک بہت بڑے حصے کو بے قرار کر رکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا نے اپنے خالق و مالک کو بھلا دیا ہے۔اور مذاہب کے ماننے والوں نے بھی بنیادی مذہبی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ بہت سے لوگ تو خداتعالیٰ کی ہستی۔ کے ہی منکر ہو گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی نے ہمیں اس امر کی نشاندہی فرمائی ہے کہ مسلمانوں اور دیگر مذاہب کی اکثریت نے خداتعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہدایت کو بھلا دیا ہے۔اور وہ خداتعالیٰ سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ خداتعالیٰ سے بڑھتے ہوئے یہ فاصلے ہی بے چینیوں اور بے سکونیوں کا باعث بن رہے ہیں۔ بانیٔ جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ ان کے آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ بندے اور خداتعالیٰ کے درمیان دوری کو مٹایا جائے اور بندگان خدا اپنے خالق و مالک کے حقوق ادا کریں اور اس کے ساتھ ساتھ مخلوق خدا کے حقوق بھی سچی ہمدردی اور دلی محبت سے ادا کریں۔

حضور نے فرمایا کہ جب خلوص نیت کے ساتھ ان تعلیمات پر عمل ہوگا تب ہی دنیا میں امن کا قیام دیکھنے میں آئے گا ورنہ جذباتی ہیجان دوبارہ دنیا کو عالمی تباہی کے گڑھے میں دھکیل دیں گے۔

حضور انور نے بے سکونیوں کے بڑھتے ہوئے رجحان کے بارہ میں مزید فرمایا کہ تمام دنیا بے چینیوں کا شکار ہے اور ہمیں ہر وہ قدم اٹھانا ہوگا جو اس صورتحال کو دور کرسکے۔بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے معاملات میں بلا وجہ مداخلت کی جائے اور نفرتوں کی دیواریں کھڑی کرلی جائیں ہماری کوشش تو ان دیواروں کو گرانے کی ہونی چاہئے۔ جہاں انسانی حقوق کی پامالی کا اندیشہ نہ ہو وہاں حکومتوں کو بھی دخل نہیں دینا چاہئے۔ ایسے قوانین نہیں بنانے چاہئیں جن کا نقص امن سے کوئی تعلق نہ ہو۔

جہاں قیام امن کو خطرہ ہو یا ملکی سالمیت کے لئے خطرات ہوں، جہاں شہریوں کے حقوق بلا وجہ قدغنوں کا شکار ہوں، جہاں کچھ افراد کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکائی جارہی ہو، جہاں قصور صرف یہ ہو کہ مذہبی عقائد کے اختلاف کی وجہ سے دشمنیاں پھیلائی جارہی ہوں۔ اس صورت میں تو حکومت کو فرض کے طور پر معاملے میں مداخلت کرنی چاہئے اور قوانین بنانے چاہئیں تا کہ صورتحال قابو میں رہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا دنیا سمٹ کر قریب ہوگئی ہے اور فاصلوں کے تصور تبدیل ہوگئے ہیں۔ ہر ملک میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔قومیتوں، نسلوں اور معاشروں کے اکٹھے رہنے میں یہ امر ازبس ضروری ہے کہ باہمی محبت اور عزت اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال اور رواداری کے تعلقات مضبوط تر کئے جانے چاہئیں۔ملک کے ساتھ وفاداری کے جذبات کو ترقی دینی چاہئے اور سب سے بڑھ کر خداتعالیٰ کی محبت دلوں میں جاگزیں کرنی چاہئے۔اگر یہ اعلیٰ اقدار زندگیوں کا حصہ بن جائیں گی تو یہ امن و آشتی کی ضمانت بن جائیں گی اور بے سکونی کی جگہ امن کا قیام عمل میں آئے گا۔

حضور نے فرمایا گزشتہ چند سالوں سے حجاب یا نقاب کو موضوع تنقید بنایا جارہا ہے۔خاص طور پر فرانس میں ایک ہنگامہ برپا کردیا گیا ہے۔سنجیدگی سے غور کیا جارہا ہے کہ ''حجاب'' (نقاب) پہننے پر پابندی عائد کر دی جائے۔فرانس کے اس طرز عمل سے متأثر ہوکر یورپ کے بعض اور ممالک بھی آوازیں بلند کررہے ہیں اور بعض سیاستدان موقع سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے مطالبہ کررہے ہیں کہ ان ممالک میں بھی حجاب اوڑھنے پر پابندی لگا دینی چاہئے۔ یہ صورتحال مسلمانوں کے مذہبی عقائد کو دھچکا لگانے والی اور جذبات کو مجروح کرنے والی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے جب بھی اس موضوع پر غور کیا ہے اس بات کو ناقابل فہم محسوس کیا ہے کہ خواتین کا نقاب پہننا کس طرح حکومتوں کے لئے خطرناک امر بن گیا ہے۔کیا یہ اس قدر گھناؤنا جرم ہے کہ کوئی عورت کوٹ پہن کر گھر سے باہر نکلے اور کپڑے کے ایک گز بھر کے ٹکڑے سے اپنا سر اور ٹھوڑی ڈھانک لے تو اس سے ایسا شدید ردّعمل ہو کہ ایک حکومت کی پوری پارلیمنٹ کا اجلاس بلایا جائے کہ اس کے خلاف قانون سازی کی جائے۔ اگر ایک عورت کو قانونی طور پر روک دیا جائے کہ اسے سر پر ایک کپڑے کا ٹکڑا پہننے کی اجازت نہیں ہے تو پھر مردوں کو سر پر ٹوپی پہننے کی اجازت کیونکر دی جاسکے گی۔اس طرح تو کل ٹوپی پر بھی پابندی لگانی ہوگی۔

حضور نے فرمایا کہ حال ہی میں ایک اخبار نے ایک کارٹون چھاپا تھا جس میں ایک خاتون کو دکھایا گیا تھا کہ قریب کھڑا نوجوان اس کی طرف اشارہ کر کے آوازہ لگا رہا ہے ''برقعے کی اجازت نہیں''۔ یہ مسئلہ ایک دوسرے پر طنز اور چرکے لگانے کی بنیاد ہے۔سنجیدہ مزاج عاقل شخصیات جن کے ہاتھ میں نظام اور قانون سازی ہے انہیں اس قسم کی ذاتی چیزوں میں بے جا مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔اگر یہ معاملات طول اختیار کرجائیں تو کیا عیسائی اور یہودی مذہب کی خواتین جو اپنی مذہبی تعلیمات کے مطابق لباس پہننا چاہتی ہوں ان کے خلاف بھی قانون سازی کرنی ہوگی؟ اگر مسلمانوں پر اس قسم کی پابندیاں لگائی جائیں تو مسلمان حکومتیں بھی مغربی لباس پر پابندیاں لگانے کی مجاز ہوں گی اور خواہ مخواہ کا طول دینے سے بات بگڑ کر ایک بڑا طوفان بن سکتی ہے جس سے ساری دنیا کا امن متأثر ہوسکتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی حجاب یا نقاب اس قسم کا ہو کہ جسے پہن کر کوئی اپنا تشخص چھپا رہا ہو تو حکام کو حق ہے کہ اسے روکیں مگر یہ کس قدر ظلم ہے کہ ایک عورت کو سفر کرنے کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ اس نے برقع یا حجاب پہنا ہوا ہے۔ یا ایک عورت کو موت کے پنجے سے نہ چھڑایا جائے اس لئے کہ اس نے حجاب پہنا ہوا ہے۔یا یہ کہ ایک خاتون جو اپنے ملک کی وفادار شہری ہو دل میں ملک و ملّت سے محبت رکھتی ہو، ملک وقوم کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں دینے کو تیار ہو، اسے ترقی کرنے سے روک دیا جائے یہ کہہ کر کہ تم حجاب پہنتی ہو جبکہ وہ حجاب اپنی خوشی سے، اپنی مرضی سے پہنتی ہے تو کیا یہ اس کے بنیادی انسانی حقوق جو ہر شہری کو حاصل ہیں ان کی خلاف ورزی نہیں؟ اس کو جب اپنی صلاحیتوں کی ترقی سے روکا جاتا ہے تو یہ ملک وقوم کا نقصان ہے کہ موجود صلاحیتوں کو کام میں نہ لایا جائے۔

جرمنی میں اس قسم کا کوئی قانون موجود نہیں مگر بعض ضمنی قوانین (Bi-Laws) کو ہوا دے کر ایک احمدی لڑکی کو اسکول کی انتظامیہ نے روک دیا۔ مجھے علم ہے کہ وہ لڑکی اعلیٰ درجہ کی طالبعلم ہے۔اس طرح اس پر پابندی لگانے سے قوم کے اس قیمتی سرمایہ کو اپنی اعلیٰ قابلیت کو قوم کے مفاد میں استعمال کرنے سے محروم کر دیا گیا حالانکہ اس کی مخلصانہ کوشش اور خواہش ہے کہ وہ ملک اور قوم کی خدمت کرے مگر ساتھ ہی وہ اپنی خوشی سے اپنے سر کو ایک گز بھر کے کپڑے سے ڈھانک کر باہر نکلنا چاہتی ہے۔اگر اس بات پر اتنا شدید ردّعمل ہے تو پھر سردیوں میں جب یورپین خواتین سردی سے بچنے کے لئے اپنے سر کو سکارف سے ڈھانپنا چاہیں گی تو کیا ان کو بھی اس اختیار سے محروم رکھا جائے گا؟

حضور انور نے فرمایا: یہ لمحۂ فکریہ ہے! غور کرنا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

چاہئے کہ کیا یہ ایسا سنگین جرم ہے کہ عورتیں ایک گز بھر کا سکارف سر پر پہن لیں جس کی پاداش میں انہیں ان کے بنیادی انسانی حقوق سے محروم کردیا جائے؟ کیا یہ ایک روشن دماغ، آزادی کی علمبردار عوام کی خودمختار حکومت کا تصور ہے جو تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی نسل یا قوم سے تعلق رکھنے والے ہوں، کے حقوق کی پاسبان ہے؟ کیا یہ طریقے ہیں پیار اور محبت کی فضا قائم کرنے کے؟ حضور نے فرمایا کہ ہر عقلمند شخص اس سے اختلاف کرے گا کیونکہ اس قسم کی کارروائیوں سے نفرت کی دیواریں مزید سے مزید بلند ہوتی چلی جائیں گی اور دنیا کے امن کو برباد کردیں گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ قریبی زمانہ میں ایک اور چیز جسے مسئلہ بنا لیا گیا ہے وہ مساجد کے مینار ہیں۔ خاص طور پر اس مسئلہ کو سوئٹزرلینڈ میں کھڑا کیا گیا ہے۔ حال ہی میں مَیں نے جرمنی میں ہماری ایک مسجد کو بنے ہوئے پچاس سال پورے ہونے پر ایک خطاب میں کہا تھا کہ اگر جیسا کہ الزام ہے ہم مان لیں کہ خطرناک منصوبے مساجد میں بیٹھ کر بنائے جاتے ہیں تو کیا مینار گرانے سے وہ منصوبے بننے بند ہو جائیں گے۔ دوسری بات یہ کہ یہ الزام ہر مسجد پر صادق نہیں آتا۔

حضور نے فرمایا: مَیں نے یہ بات جرمنی میں بھی کہی تھی اور یہاں بھی مَیں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اس قسم کا کوئی ایک بھی الزام ساری دنیا میں موجود جماعت احمدیہ کی کسی ایک مسجد پر بھی عائد نہیں کیا جاسکتا کہ وہ بغاوت اور نفرت کی تعلیم دیتے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: حقیقت میں آپ کو جہاں کہیں بھی کوئی ایسا مرکز ملے جہاں امن کو برباد کرنے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں تو آپ ضرور انہیں دنیا کے نقشے پر سے مٹا دیں۔ اگر حکومت کے علم میں کسی مسجد کے بارہ میں یہ بات آئے کہ وہاں تخریبی منصوبے بنائے جاتے ہیں تو بے شک یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کے خلاف اقدامات کرے۔ مگر بلا تحقیق تمام مساجد پر یہ الزام لگانا کہ وہاں مسلمان تخریبی منصوبہ بندی کرتے ہیں ایسی ناانصافی سے نفرتوں کے بیج بوئے جائیں گے۔ بعض ملکوں میں بعض سیاستدان اس قسم کے بیانات سے سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں صرف جماعت احمدیہ کی ہی مسجد ہے جس کا اونچا مینار ہے مگر اس مسجد کی تصویر جب اخبار میں حال ہی میں چھپی تو اس کے نیچے تحریر کیا گیا جملہ یہ تھا

''امن اور حفاظت کا نمونہ''

حضور نے فرمایا بے شک تمام سیاستدان ایک جیسے نہیں ہوتے۔ ایسے سیاستدان بھی ہیں جنہوں نے اپنی پارٹی کے لیڈر سے صاف الفاظ میں کہا کہ وہ ہرگز اس حق میں نہیں ہیں کہ مذاہب پر جبر کئے جائیں۔

حضور نے فرمایا: اس وقت دنیا ایک اقتصادی بحران سے گزر رہی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ معاشی بحران ختم ہونے کو ہے اور سنبھل گیا ہے۔ مگر عوام ابھی تک متاثر ہیں۔ ملازمتیں کھوئی گئی ہیں، طاقتِ خرید بُری طرح متاثر ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کی طرف حکومت کو توجہ دینی چاہئے۔ وسیع اقدامات کرنے کی ضرورت ہے بجائے اس کے کہ حکومتیں ذاتی پسند و ناپسند کے مسائل میں الجھنے لگیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر خواتین نقاب پہنتی ہیں یا نہیں پہنتیں تو کیا اس سے ملکی معیشت متاثر ہوسکتی ہے؟

کیا میناروں کی موجودگی یا عدم موجودگی کسی ملک کے اخلاقی معیار پر اثر انداز ہوسکتی ہے؟

کیا نقاب پہننا یا نہ پہننا یا میناروں کا ہونا یا نہ ہونا ایسی چیزیں ہیں جو دنیا کے امن کو متاثر کرنے والی ہیں؟

اگر ان سے دنیا کے امن کو واقعی خطرہ درپیش ہے تو مَیں سب سے پہلے اس کو تسلیم کرلوں گا۔ کیونکہ اسلام کی تعلیم ہے کہ جہاں بڑے فائدے ہونے کا امکان ہو وہاں چھوٹی چیزوں کو اس راہ میں قربان کرنا پڑے تو کرو۔ مگر نہیں، یہ تو وہ تمام عوامل ہیں جو نفرتیں بڑھانے کی بنیاد ہیں۔ اس لئے مَیں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے ان نفرتوں کو اپنے درمیان سے دور کرنے کے لئے انصاف اور مساوی سلوک کے اصولوں پر گامزن ہو جائیں اور دوسروں کے جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کارروائی کریں تاکہ دنیا میں امن کا قیام ممکن ہو جیسا کہ بہت سے مقررین نے ابھی اس کا اظہار کیا ہے۔

حضور نے فرمایا ہمارے درمیان اس وقت لارڈ ایوبری (Lord Avebury) موجود ہیں جنہیں مَیں نے احمدیہ امن ایوارڈ پیش کیا ہے۔ مَیں انہیں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ وہ میدان عمل کے پہلوان ہیں۔ ہمیشہ انسانی حقوق کے نافذ کرنے میں ساری دنیا میں پیش پیش رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک کام میں بیش از بیش خدمات کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔

اس کے بعد حضور انور نے فرداً فرداً ممبران پارلیمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا کہ خدا کرے کہ جو کوششیں آپ سب قیام امن کے لئے کر رہے ہیں آپ کے کاموں میں برکت عطا ہو جیسا کہ آپ نے ان نیک خواہشات کا ذکر کیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میری دعا ہے کہ دنیا بھر میں انسان انسانیت کے شرف کو پہچان لیں اور بندگان خدا کے جو حقوق ایک دوسرے پر عائد ہوتے ہیں انہیں پورا کرنے کی توفیق پا جائیں۔

آخر پر حضور انور نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ سب نیک تمنائیں اور نیک جذبات لے کر یہاں تشریف لائے اور اس تقریب کو اپنی موجودگی سے شرف بخشا اور اپنے اس عمل سے دوسرے انسانوں کے جذبات کا لحاظ رکھنے کا ثبوت دیا ہے۔ اس کے لئے مَیں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آخر میں حضور انور نے دعا کروائی۔ بعد ازاں تمام مہمانوں کو ڈنر پیش کیا گیا۔

ڈنر کے بعد بہت سے مہمانوں نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور حضور کے خطاب اور جماعت احمدیہ کی قیام امن کی کوششوں کو سراہا۔

بعد میں پریس کے نمائندگان کے ساتھ ایک نشست آفتاب خان لائبریری میں منعقد ہوئی جس میں حضور انور نے لوگوں کے سوالات کے جواب دئے۔

❁❁❁❁❁❁❁

انگلستان میں تبلیغ اسلام

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی ایک دلچسپ تحریر جو آپ نے 29/جون 1917ء کو لکھی تھی اور اس وقت الفضل 8/اگست 1917ء میں شائع ہوئی ہدیۂ قارئین ہے۔

ایک معزز معمر تعلیم یافتہ خاتون

صداقت اسلام کی مُقر

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ لکھتے ہیں:

''شاید مَیں نے کسی گزشتہ رپورٹ میں ذکر کیا تھا کہ اتفاقاً راستہ میں ایک لیڈی سے ملاقات ہوئی جو کبھی ہندوستان میں رہ چکی ہے۔ وہ میرا ایڈریس لے گئی تھی۔ خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ مَیں نے کچھ رسالے روانہ کئے۔ گزشتہ اتوار کو اس نے مجھے اپنے مکان پر بلایا۔ قریب تین گھنٹے گفتگو رہی آخر اس نے اقرار کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوا کرتے تھے۔ اور اس مضمون کی ایک تحریر اپنے دستخط کے ساتھ مجھے دی۔ اس لیڈی کا نام موسے ہے۔ ان کا خاوند بنگال میں سشن جج تھا اور اب اُن کا بیٹا بھی اُسی علاقہ میں جج ہے۔ ایک بیٹا جائیداد کی حفاظت کرتا ہے جو ڈیڑھ لاکھ روپے کی ہے اور بیٹا فوج میں معزز عہدہ پر ممتاز ہے۔ عمر 72 سال ہے مگر مستعدی کا یہ عالم ہے کہ تمام اخباروں کے مختلف مضامین کاٹ کاٹ کر الگ رکھتی ہیں۔ کتابیں خوب مطالعہ کرتی ہیں۔ اور علم کے ساتھ محبت ہے۔ انہوں نے اپنے کتب خانہ سے چند کتابیں عیسائیت کے ردّ میں مجھے دیں جو بہت عمدہ ہیں''۔

❁❁❁❁❁

ایک پادری صاحب سے دلچسپ مکالمہ

ہائیڈ پارک (لندن) میں ایک پادری صاحب وعظ کررہے تھے مَیں بھی جا پہنچا مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

صادق: پادری صاحب میرا بھی ایک سوال ہے۔

(مَیں پیچھے کھڑا تھا سامعین نے جو زیادہ تر لیڈیاں تھیں۔ میری آواز سن کر میرے لئے جگہ کر دی اور مَیں آگے میدان میں جا کر کھڑا ہوا۔)

پادری: ضرور فرمایئے خوشی سے۔

صادق: آپ کے فرمانے کے مطابق خدا نے اولاد چاہی تو اس کا ایک بیٹا ہے مگر بیٹی نہیں۔

(اس سوال پر سب بہت خوش ہوئے اور ہر طرف سے آوازیں آئیں کہ پادری صاحب جواب دیں۔ ضرور جواب دیں)

پادری: آپ بہت شریف آدمی ہیں آپ کہاں سے آئے ہیں۔

سامعین: یہ سوال کا جواب نہیں۔ پادری صاحب اس جنٹلمین کے سوال کا جواب دیں اور باتیں نہ بنائیں۔

پادری: (ایک بولنے والے سے مخاطب ہوکر) تم کیوں بیچ میں بولتے ہو۔

صادق: مَیں سفارش کرتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کی خواہش کو پورا کردیں اور میرے سوال کا جواب دیں۔

پادری: (مجھے مخاطب کرکے) آپ نہیں جانتے یہ شخص یہودی ہے جو درمیان میں بولتا ہے۔

صادق: یہودی کا شکرگزار ہونا چاہئے کیونکہ اگر وہ ابن اللہ کو صلیب پر نہ چڑھاتے تو آپ کی نجات نہ ہوتی۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

(اس پر حاضرین نے قہقہہ لگایا اور پادری صاحب گھبرائے)

پادری: یہ تو آپ نے نیا سوال کردیا۔

سامعین: اس کا بھی جواب دو۔

صادق: اچھا نمبروار جواب دیجئے۔ پہلے وہ اور پھر یہ۔

پادری: آپ ان لوگوں کی باتوں کا خیال نہ کریں خداوند نے فرمایا ہے کہ مُردوں کو مُردے دفن کرنے دو۔

حاضرین: (پادری سے) جواب دو، ٹالتے کیوں ہو۔

صادق: میں اس شہر میں اجنبی ہوں اور نیا آیا ہوں مجھے مہربانی کرکے سمجھا دیجئے۔ کیا یہاں عیسائی ملک میں جب کوئی مرجاتا ہے تو اُسے وہ لوگ دفن نہیں کرتے جو زندہ ہیں بلکہ مُردے قبروں سے نکل کر آتے ہیں اور دفن کرتے ہیں؟

پادری: تو تیسرا سوال ہوگیا۔

حاضرین: تینوں کا جواب دو۔

پادری: ہاں آپ نے یہ نہ بتایا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔

صادق: مَیں ہندوستان سے آیا ہوں۔

پادری: اُوہ بہت خوشی ہوئی میری بیوی بھی ہندوستان میں پیدا ہوئی تھی۔

صادق: تب وہ میری ہموطن ہے میں اسے ضرور ملوں گا۔

سامعین: پادری صاحب سوالوں کے جواب دو یا کہہ دو مجھے جواب نہیں آتے۔

پادری: (بڑے جوش سے) مَیں دیانتدار آدمی ہوں۔ مَیں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اگر مجھے جواب نہیں آتے تو میری بیوی بہت ہوشیار ہے وہ ضرور جواب دے گی۔ (مجھے مخاطب کرکے) اور میری بیوی سالن بہت اچھا پکا سکتی ہے۔ یورپ کے رہنے والے سالن نہیں پکانا جانتے۔

صادق: بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں اس کو کہاں مل سکوں گا۔

پادری: وہ یہاں آیا کرتی ہے اور اُس کی علامت یہ ہے کہ وہ بائیبل کی آیات اپنی ٹوپی پر لکھا کرتی ہے۔ آپ اس ہائیڈ پارک کے اندر صدہا کے درمیان اُسے پہچان لیں گے۔

صادق: مَیں پہچاننے میں ایسا ہوشیار نہیں آپ میرا ایڈریس لے جائیں اور وقت مقرر کرکے مجھ سے ملاقات کروائیں۔ اور آپ کا نام کیا ہے۔

پادری: مجھے لوگ اُولڈ جُو کہتے ہیں۔

صادق: گڈ نائٹ مسٹر اُولڈ جو سامعین نے شور مچایا کہ پادری صاحب کو جواب نہیں آئے۔ مَیں تو چلا آیا معلوم نہیں پھر اُس غریب کے ساتھ کیسی گزری۔

❁❁❁❁❁❁❁

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بقیہ:مصالح العرب از صفحہ نمبر 4

ردّ میں حضورانور کے خطبات کے مجموعہ ''زھق الباطل'' کا ترجمہ کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

جب مَیں یہاں آیا تو حضورانور کی ترجمہ قرآن کلاسز شروع تھیں۔ حضورانور نے ازراہ شفقت مجھے بھی اس میں شامل فرمایا اور اس کمیٹی میں بھی شامل فرمایا جس کے ذمہ مختلف الفاظ کی لغوی تحقیق اور مختلف امور کے بارہ میں تجاویز وغیرہ پیش کرنے کا کام تھا۔

علاوہ ازیں خلافت جوبلی کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ''حیات نور'' کا عربی میں ترجمہ کرنے کا ارشاد ہوا جسے مَیں نے اور محمد طاہر ندیم صاحب نے مل کر مکمل کیا۔ یہ کتاب بھی الحمدللہ چھپ چکی ہے۔

اسی طرح عربک ڈیسک کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کو علیحدہ طور پر شائع کرنے کا کام جاری ہے۔ جب حضور کی کتاب ''تذکرۃ الشہادتین'' کے عربی حصہ کی اشاعت کا کام شروع ہوا تو مجھے خیال آیا کہ عربی حصہ کے ساتھ اس کتاب کا اردو حصہ بھی ہے جس میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید اور حضرت عبدالرحمٰن شہید صاحب کی شہادت کے تفصیلی واقعات کا ذکر ہے جو عربی حصہ میں نہیں ہے لہذا اگر اس حصہ کا بھی عربی ترجمہ ہو جائے تو بہت مفید ہوگا۔ چنانچہ حضورانور کی اجازت کے بعد یہ ترجمہ بھی مکمل کرنے کی توفیق ملی۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی کتاب ''احمدیت یعنی حقیقی اسلام'' اور ''اسلام میں اختلافات کا آغاز'' کا ترجمہ کرنے کی بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔

مؤخر الذکر تین کتابوں کا ترجمہ کر کے جب نومبر 2009ء میں حضورانور کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے فرمایا آپ ''حقیقۃ الوحی'' کا ترجمہ کریں۔ چنانچہ مَیں نے اس کا ترجمہ شروع کیا اور حضورانور کی خاص دعا اور توجہ تھی کہ مَیں نے تقریباً ساڑھے تین ماہ میں اس کا ترجمہ مکمل کر لیا۔ اور جب اس کی رپورٹ حضورانور کی خدمت میں پیش کی گئی تو حضور نے ''نزول المسیح'' کا عربی ترجمہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے اسے بھی جلدی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

چونکہ موجودہ دور میں عربوں میں کثرت سے احمدیت کے نفوذ کی وجہ سے دفتری کام بہت زیادہ ہو گئے ہیں اس صورتحال کے پیش نظر مذکورہ بالا اکثر تراجم گھر پر ہی کئے گئے ہیں تاکہ دفتری کاموں کا حرج نہ ہو اور دفتر کا زیادہ سے زیادہ وقت دیگر اہم امور کی انجام دہی میں ہی صرف ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قبول فرمالے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیرِ تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

SEVEN VACANCIES - Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. Arabic Speaker
2. Russian Speaker
3. Indonesian Speaker
4. Urdu Speakers (4 vacancies)

We are a UK registered charity organised as a religious community. We also run our own training academy and TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the above seven posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record and be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

Likely posting	Main qualification/work	Speaker
Minister of Religion training academy London	Teach and edit Arabic magazine	Arabic speaker
Headquarters London SW18	Prepare and present religious programmes on TV	Russian speaker
Headquarters London SW18	Prepare and present religious programmes on TV	Indonesian speaker
Headquarters London SW18	Prepare, present and supervise preaching activities	Urdu speaker
Headquarters London SW18	Prepare, present on TV and supervise preaching activities	Urdu speaker
Editorial office London SW19	Research, present on TV and edit preaching articles	Urdu speaker
Minister of Religion training academy London	Teach and edit Urdu magazine	Urdu speaker

JOB DESCRIPTION:

You would be required to do some or all of the following:

lead congregational prayers and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve their social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; read news, sports or weather reports; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager to identify the needs of the targeted audience in South East Asia or Russia; working with the Channel Head and the wider team, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:

You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and in respect of the second and third advertised vacancies with some understanding of either Indonesian or Russian. You must have served as a Minister of Religion for not less than two years and have a good record of performance. You will preferably have some previous broadcasting experience, although not essential, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East and the ability to read and predict local trends. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions and memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED:

You are expected to have either:

a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies or professional qualification; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience; or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE:

The stipend/customary offerings package include the following:

Above minimum wage or £2520/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg rates, gas, electricity paid; travel expenses reimbursed; 28 paid holidays per annum; private medical insurance cover.)

Closing Date: 5 May 2010

Please apply to:

Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:

The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,

16 Gressenhall Road London SW18 5QL

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم محمد عیسیٰ جان خان صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6/مارچ 2008ء میں مکرم چوہدری رشیدالدین صاحب کے قلم سے محترم محمد عیسیٰ جان خان صاحب کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے جن کی خودنوشت سوانح 13/فروری 1998ء کے شمارہ کے اسی کالم کی زینت بن چکی ہے۔

دسمبر 1958ء میں خاکسار کا تقرر بطور مربی سلسلہ کوئٹہ ہوا تو وہاں محترم محمد عیسیٰ جان خانصاحب سے تعارف ہوا۔ ان کے خلوص، محبت اور بے لوث خدمت نے بہت متأثر کیا۔ ملازمت کے معین وقت کے علاوہ اُن کا سارا وقت خدمت سلسلہ کے لئے وقف تھا۔ وہ جہاں کہیں بھی رہے ان کا یہ وصف نمایاں ہوکر سامنے آیا۔

مکرم خان صاحب کا تعلق صوبہ سرحد سے تھا۔ وہاں ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہوگئے۔ گورا رنگ، دراز قد، سڈول جسم اور اچھا کھلاڑی ہونے کے باعث مقبول لیڈر بن گئے۔ لیکن بعض مجبوریوں کے باعث تعلیم ادھوری چھوڑ کر آپ کو ملازمت کرنی پڑی جس کے لئے بہاولپور چلے گئے۔ وہیں پہلے جماعت لاہور سے تعلق ہوا پھر جلد ہی خلافت سے وابستہ ہوگئے۔ اس طرح اگرچہ انہیں ذہنی سکون تو حاصل ہوگیا لیکن روزگار سے محروم ہونا پڑا۔ یہ 1942ء کی بات ہے، دوسری جنگ عظیم جاری تھی۔ آپ نے فوج کی ملازمت اختیار کرلی۔ یہاں بھی تبلیغ کرنے پر ایک افسر سے تلخ کلامی ہوگئی اور آپ کا تبادلہ رنگون (برما) کردیا گیا جہاں حالات سخت مخدوش تھے۔ جاپانی فوج نے رنگون کی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی اور بہت سے انگریز فوجی قیدی بنالئے تھے۔ ان خطرناک حالات میں آپ روانہ ہوگئے۔ لیکن جب کلکتہ پہنچے تو وہاں فوجی دفتر میں ایک آدمی کی ضرورت تھی چنانچہ آپ کو ایک مہینہ کے لئے وہاں روک لیا گیا۔ اس کے بعد جب آپ کو ہوائی جہاز پر رنگون بھجوایا گیا تو جاپانیوں کو شکست ہوچکی تھی اور وہ شہر خالی کرچکے تھے۔ آپ کو وہاں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ وہاں چھ ماہ قیام کے دوران آپ خدمت خلق اور دعوت الی اللہ بھی کرتے رہے۔ جنگ کے خاتمہ پر 1945ء میں کوئٹہ آکر آرڈیننس ڈپو میں کام کرتے رہے۔

مکرم خانصاحب خلیفۂ وقت کی ہر تحریک پر لبیک کہتے۔ تقسیم ہند کے وقت حفاظت مرکز کے لئے قادیان جارہے تھے کہ راستہ میں ہی روک دیئے گئے۔ واپسی پر شرپسندوں کی فائرنگ سے آپ کی ٹانگ میں گولی لگی جس کا علاج لاہور میں ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹانگ کٹنے سے محفوظ رہی۔ صحت ہوئی تو کوئٹہ آگئے۔

محترم خانصاحب بہت مہمان نواز تھے۔ مہمان نوازی کے ساتھ تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ بہت اچھے مقرر اور مدلل خطیب تھے۔ کوئٹہ میں عیال داری اور مہمان نوازی کی وجہ سے آپ کے مالی حالات کمزور ہی رہے۔ ایک دفعہ احباب کے اصرار پر تہران چلے گئے لیکن تیسرے ماہ واپس آگئے اور فرمایا کہ مناسب کام بھی نہیں ملا اور وہاں تو نہ عبادت کا مزا اور نہ دعوت الی اللہ کی آزادی۔ مالی تنگی کے ساتھ اگر انسان کو خدمت دین کی توفیق مل جائے تو یہ ہزار نعمت ہے۔

آپ کے اکثر رشتہ دار دنیادار اور کھاتے پیتے لوگ تھے۔ وہ آپ کو طعنہ دیتے کہ جب سے آپ نے احمدیت قبول کی ہے آپ فارغ البالی سے محروم ہوگئے ہیں۔ اگرچہ آپ اُن کو یہی کہتے کہ مجھے ذہنی سکون حاصل ہے تاہم کچھ عرصہ کی مالی تنگی کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو بے شمار نعماء سے نوازا۔

10 نومبر 2007ء کو 93 سال کی عمر پاکر محترم خان صاحب کی کینیڈا میں وفات ہوئی۔

جامعہ احمدیہ قادیان - چند یادیں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8/مارچ 2008ء میں محترم مولانا منیر احمد خادم صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان کے قلم سے جامعہ احمدیہ قادیان سے متعلق چند یادیں شائع ہوئی ہیں۔

اگرچہ جامعہ احمدیہ میں داخلہ سے قبل اس کی اہمیت کا اتنا احساس نہیں تھا مگر بعض بزرگوں کی تحریک اور والد محترم مولانا بشیر احمد صاحب خادم درویش کے حکم سے جامعہ میں داخل ہوگیا تھا لیکن اب ایسا محسوس ہورہا ہے کہ ان بزرگوں کا مجھ پر عظیم احسان ہے۔

دور درویشی کے ابتدائی دنوں میں جبکہ قادیان کے تمام دفاتر اور درسگاہیں غربت وسادگی کی عکاسی کرتی تھیں۔ مدرسہ احمدیہ (حال جامعہ احمدیہ) میں ملنے والے کم وظیفہ اور بعد میں نہایت قلیل مشاہرہ کے باعث صرف آٹھ دس مخلصین ہی داخلہ لیتے جو بالآخر گھٹتے گھٹتے آخری کلاس میں تین چار بلکہ بعض دفعہ ایک ہی رہ جاتا تھا۔ ہماری کلاس میں بارہ طلبہ داخل ہوئے اور چار آخر تک پہنچ پائے۔ مدرسہ اور ہوسٹل کی کچی عمارت اور بوسیدہ فرنیچر اس مدرسہ کی حالت کے عکاس تھے لیکن ہم کو یہ فخر حاصل تھا کہ ہم نے اُن کچے کمروں میں تعلیم حاصل کی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کی یادگار تھے اور آپؑ کے صحابہؓ ہمارے استاد تھے۔

خاکسار 1968ء میں مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوا۔ اُن دنوں بورڈنگ میں دو وقت کھانا لنگر سے ملتا تھا۔ اکثر طلباء چاول کھانے والے علاقوں سے تھے لیکن چاول مہینہ میں صرف ایک بار ہی ملتا تھا اور گوشت تو کبھی کبھی ہی میسر ہوتا تھا۔ صبح کے وقت دو روٹی اور دال اور بعد نماز مغرب دو روٹی اور کوئی سبزی ملتی تھی۔

تقسیم ملک کے بعد پہلے ہیڈ ماسٹر مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل تھے۔ جب ہم داخل ہوئے تو مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری تھے۔ آپ ایک لائق اور بزرگ استاد ہونے کے ساتھ ساتھ انتظامی صلاحیتوں کے بھی ماہر تھے، لمبا عرصہ تک اخبار بدر کے مدیر بھی رہے۔ تعلیم کے ساتھ ہم میں لکھنے اور تقریر کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

1968ء میں ایک کمرہ کی چھت زمین پر آگری۔ خدا تعالیٰ نے اس طرح محفوظ رکھا کہ وہاں مقیم طلبہ تھوڑی دیر پہلے ہی کمرہ سے باہر نکل گئے تھے۔ اس کے بعد ساری عمارت کو گرا کر نئے سرے سے تعمیر کیا گیا۔ اس اثناء میں مدرسہ احمدیہ کی کلاسیں پہلے تو مسجد اقصیٰ میں اور پھر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے مکان میں لگتی رہیں۔ 1973ء میں مدرسہ احمدیہ کی نئی عمارت بن کر تیار ہوئی۔ اب جامعہ احمدیہ نہایت خوبصورت عمارت سرائے طاہر میں منتقل ہوچکا ہے جس کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ 2005ء کے موقعہ پر فرمایا۔

جن دنوں ہم پڑھتے تھے مدرسہ احمدیہ میں طلباء کی کل تعداد 35 سے 40 کے درمیان تھی۔ مدرسہ کے لئے علیحدہ سے کوئی گراؤنڈ نہیں تھی۔ اُن دنوں اجتماعی وقارعمل کے علاوہ رات کو محلّہ احمدیہ کا پہرہ طلباء ہی دیا کرتے تھے۔ نیز جلسہ سالانہ اور اجتماعات کے موقعہ پر مہمان نوازی کا حق بھی خوب ادا کرتے۔

1974ء میں تعلیم مکمل ہوئی تو خاکسار کا تقرر بحیثیت استاد مدرسہ احمدیہ میں ہی ہوگیا۔ 1998ء تک قریباً 24 سال یہ سعادت حاصل رہی۔ پھر 2004ء میں خاکسار کا تقرر بحیثیت پرنسپل جامعہ احمدیہ ہوا۔

مسمریزم

مسمریزم کے متعلق حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کا ایک دلچسپ مضمون ماہنامہ ''خالد'' ربوہ اپریل 2008ء میں شائع ہوا ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؓ فرماتے ہیں کہ کئی جگہ اصل مسمریزم بھی ہوتا ہے اور مسمرائزر اپنے ساتھ ایک لڑکا بطور ''معمول'' رکھتا ہے جس پر توجہ ڈال کر وہ باتیں پوچھتا ہے۔ ایک دفعہ ایک کلب میں افسر بیٹھے ہوئے ایسے ہی تماشے دیکھ رہے تھے کہ تماشے والے نے کہا: صاحبان! آپ اپنے دل میں کسی پھول کا خیال کریں۔ اس کے بعد اُس نے سب کے ذہن میں سوچے ہوئے پھول کے بارہ میں بتادیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب تو کرسی سے اچھل پڑے کیونکہ انہوں نے گوبھی کا پھول سوچا تھا جو مسمرائزر نے بتادیا تھا۔ اسی طرح یہ لوگ نوٹوں کے نمبر، گھڑی کا وقت اور بعض باتیں جو کاغذ پر لکھ کر محفوظ کرلی جائیں اپنے معمول کی معرفت بتادیتے ہیں حالانکہ اس لڑکے کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہوتی ہے۔ ان سب تماشوں کو دیکھ کر جو نتیجہ میں نے نکالا ہے وہ یہ ہے کہ مسمرائزر اپنے عمل کے زور سے غیب حاضر بتاسکتا ہے یعنی ایسی مخفی چیز جو موجود ہو۔ لیکن غیب غائب یعنی ایسی غیب کی بات جو آئندہ ہونے والی ہو، نہیں بتاسکتا۔ پس مسمرائزر کا غیب کی موجودہ باتوں کے متعلق تو ٹھیک ہوسکتا ہے مگر وہ پیشگوئی نہیں کرسکتا۔ لوگ غلطی سے ان دونوں باتوں کو ملادیتے ہیں اور اُس کو غیب دان سمجھ لیتے ہیں۔

یوگ بھی مسمریزم ہی کی مشق ہے۔ یوگی بھی اپنی مشق کے زور سے یہ تو بتادے گا کہ کسی بند خط میں کیا مضمون ہے (کیونکہ یہ غیب حاضر ہے) لیکن یہ نہ بتاسکے گا کہ اگلے برس مجھے اس مضمون کا خط فلاں شخص کی طرف سے ملے گا (کیونکہ یہ پیشگوئی ہے)۔

اس علم کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ ہر مذہب والا بلکہ لامذہب دہریہ بھی اس کی مشق کرسکتا ہے اور تماشے دکھاسکتا ہے۔ غلطی سے آج کل اسی طاقت کا نام لوگوں نے مذہب کی روحانیت رکھ چھوڑا ہے۔ بیماریوں کا اچھا کرنا، توجہ دینا، دلوں پر اثر ڈالنا، بیہوش کردینا وغیرہ یہ سب مسمریزم ہے اور ہر مذہب والا کرسکتا ہے بشرطیکہ اس میں قدرتی طور پر یہ طاقت زیادہ ہو اور مشق اچھی ہو۔ بعض آدمی قدرتی طور پر توجہ یعنی مسمریزم کی طاقت اپنے اندر زیادہ رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر مشق کریں تو بیہوش کرنا تو کیا ایک نظر سے انسان کو مار بھی سکتے ہیں۔ مگر اس کا تعلق مذہب سے کیا؟ آدمی تو لٹھ سے بھی مارا جاسکتا ہے۔ پس مذہب صرف دو چیزوں کا مجموعہ ہے: خداشناسی اور اعلیٰ اخلاق۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8/اپریل 2008ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

آ پھر سے کریں یار طرحدار کی باتیں
خوشبو سے مہکتے ہوئے گلزار کی باتیں
خوابوں میں جو آتا ہے، خیالوں میں رچا ہے
جو دل میں بسا ہے اُسی دلدار کی باتیں
ہر تیرِ ستم اپنے ہی سینے پہ جو روکے
جو ڈھال ہے مظلوم کی اُس یار کی باتیں
مت چھین مرے ہاتھ سے تُو تیغِ قلم کو
اب چھوڑ دے اے شیخ! یہ تلوار کی باتیں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30/اپریل 2008ء میں ر۔ش کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

خلافت روح ایماں ہے
بقائے دیں کا ساماں ہے
یہ تسکینِ دل و جاں ہے
کہ اپنا اک نگہباں ہے
سراسر جو مہرباں ہے
جماعت کی بقا اس سے
بڑھے حق کی صدا اس سے
ہمیں تو سب سے بڑھ کر یہ
کہ وابستہ سدا اس سے
عقیدت بے بہا اس سے
نیابت کے نشاں اس میں
محبت کے بیاں اس میں
جمال یار کی باتیں
حدیث دلبراں اس میں
رموز نکتہ داں اس میں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

16th April 2010 – 22nd April 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 16th April 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Insight & Science and Medicine Review
01:25 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 20th March 1997.
02:25 Yassarnal Qur'an
02:55 MTA World News & Khabarnama
03:35 Historic Facts
04:10 Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses. Class no.5, recorded on 5th August 1994.
04:55 Jalsa Salana Germany 2008: Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 23rd August 2008.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 13th January 2008.
08:10 Le Francais C'est Facile: lesson no. 91.
08:35 Siraiki Service
09:20 Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 24th January 1994.
09:55 Indonesian Service
10:55 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon.
13:10 Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30 Insight & Science and Medicine News
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw) [R]
16:00 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15 Friday Sermon [R]
17:20 Lajna Imaillah UK Ijtema: address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 10th October 2004.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:05 Friday Sermon [R]
22:15 Attributes of Allah
23:20 Reply to Allegations [R]

Saturday 17th April 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th March 1997.
02:45 MTA World News & Khabarnama
03:15 Friday Sermon: rec. on 16th April 2010.
04:25 Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community, rec. on 20th February 2010.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00 Jalsa Salana Germany 2008: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, rec. on 24th August 2008.
08:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests.
08:35 Ken Harris Oil Painting
09:00 Friday Sermon [R]
10:05 Indonesian Service
11:00 French Service
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Qur'an
12:45 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
13:45 Bangla Shomprochar
14:45 Talaba Jamia Kay Saath Aik Nashist: an educational class with Huzoor and students of Jamia Ahmadiyya UK, recorded on 8th February 2009.
16:00 Khabarnama
16:15 Live Rah-e-Huda: interactive talk show
17:45 Yassarnal Qur'an [R]
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:00 Talaba Jamia Kay Saath Aik Nashist [R]
22:10 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 18th April 2010

00:55 MTA World News & Khabarnama
01:25 Yassarnal Qur'an
01:45 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 26th March 1997.
03:05 MTA World News & Khabarnama
03:35 Friday Sermon: rec. on 16th April 2010.
04:35 Faith Matters
05:35 Ken Harris Oil Painting
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 14th February 2009.
07:30 Faith Matters [R]
08:35 MTA Variety
09:00 Jalsa Salana Qadian 2009: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 27th May 2009.
10:10 Indonesian Service
11:05 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 15th February 2008.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Qur'an
12:55 Bangla Shomprochar
13:55 Friday Sermon [R]
15:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 14th February 2009.
16:10 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:30 Faith Matters [R]
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 MTA Variety [R]
21:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Nasirat) class [R]
21:50 Friday Sermon [R]
23:05 Success Stories: Nawaz Khan.

Monday 19th April 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:50 Yassarnal Qur'an: lesson no. 24.
01:15 International Jama'at News
01:50 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 27th March 1997.
02:55 MTA World News & Khabarnama
03:45 Friday Sermon: rec. on 16th April 2010.
05:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 25th March 1996. Part 1.
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:05 Children's class with Huzoor, recorded on 21st February 2009.
08:10 Seerat-un-Nabi (saw)
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th November 1997.
10:10 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Rec. on 12th February 2010.
11:15 Masjid Mubarak: an Urdu Documentary
12:00 Tilawat & International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 12th February 2010.
15:10 Masjid Mubarak [R]
16:00 Khabarnama
16:20 Children's class [R]
17:30 Le Francais C'est Facile
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st April 1997.
20:35 International Jama'at News
21:10 Children's class [R]
22:15 Masjid Mubarak [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Tuesday 20th April 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st April 1997.
02:35 Le Francais C'est Facile
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:35 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th November 1997.
04:55 Jalsa Salana UK 2009: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 24th July 2009.
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 22nd February 2009.
08:15 Question and Answer Session: recorded on 25th March 1996.
08:55 Annual Symposium: European symposium, on the topic of Engineering for a sustainable environment.
09:30 Indonesian Service
10:25 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 10th July 2009.
11:25 Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
12:15 Yassarnal Qur'an
12:35 Bangla Shomprochar
13:35 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 2nd November 2008.
15:00 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class [R]
16:10 Khabarnama: daily international Urdu news.
16:25 Question and Answer Session [R]
17:05 Yassarnal Qur'an [R]
17:25 Historic Facts
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 16th April 2010.
20:35 Insight & Science and Medicine Review
21:10 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Lajna) class [R]
22:20 Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:45 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.

Wednesday 21st April 2010

00:45 MTA World News & Khabarnama
01:05 Tilawat
01:30 Yassarnal Qur'an
01:50 Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 2nd April 1997.
02:50 Learning Arabic
03:20 MTA World News & Khabarnama
03:50 Question and Answer Session: rec. on 25th March 1996. Part 2.
04:30 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 2nd November 2008.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor recorded on 1st December 2007.
07:35 Qisas-ul-Ambiyaa: the life of Hadhrat Adam (as), as explained in the Holy Qur'an.
08:40 Question and Answer Session: recorded on 31st March 1996. Part 1.
09:40 Indonesian Service
10:40 Swahili Service
11:40 Tilawat
11:55 Yassarnal Qur'an
12:25 From the Archives: Friday sermon delivered on 15th March 1985 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), on the topic of fear of Allah.
13:20 Bangla Shomprochar
14:25 Jalsa Salana UK 2009: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 25th July 2009.
15:20 Ken Harris Oil Painting
15:50 Khabarnama
16:35 Ken Harris Oil Painting [R]
16:05 Yassarnal Qur'an [R]
16:25 Question and Answer Session [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd April 1997.
20:30 Qisas-ul-Ulmbiyaa [R]
21:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:30 Jalsa Salana UK 2009 [R]
23:30 From the Archives [R]

Thursday 22nd April 2010

00:20 MTA World News & Khabarnama
01:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:25 Yassarnal Qur'an
01:45 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd April 1997.
02:50 Qisas-ul-Umbiyaa
03:15 MTA World News & Khabarnama
03:40 From the Archives: rec. 15th March 1985.
04:40 Ken Harris Oil Painting
05:05 Jalsa Salana UK 2006: Address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, rec. on 25th July 2009.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:45 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 1st March 2009.
08:05 Faith Matters
09:15 English Mulaqat: mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), recorded on 21st April 1996.
10:20 Indonesian Service
11:20 Pushto Muzakrah
12:10 Tilawat
12:30 Yassarnal Qur'an
12:55 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 16th April 2010.
13:55 Shotter Shondhane: an interactive discussion programme in Bengali, with Maulana Feroz Alam and Maulana Abdul Awwal Khan Chaudhry. Recorded on 25th February 2010.
16:00 Khabarnama
16:20 Yassarnal Qur'an [R]
16:40 English Mulaqat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:35 Tarjamatul Qur'an Class: recorded on 11th August 1994.
22:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class [R]
23:35 The Bounties of Khilafat

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 17 Friday 09 April, 2010 Issue No. 15

اگر آپ کسی بھی سطح پر امن کے قیام کی خواہش رکھتے ہیں تو اس کے لئے اعلیٰ اخلاق کو اپنانا ضروری ہے۔ قواعد وضوابط پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ بانیٔ اسلام حضرت محمد ﷺ نے ہمیں ایک سنہری اصول اس ضمن میں عطا فرمایا ہے کہ ”جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرو“۔

دنیا کی ایک بہت بڑی تعداد غربت، ظلم اور ناانصافی کا شکار ہے۔ بہت سی حکومتیں اپنے ہی عوام سے ظالمانہ سلوک کر رہی ہیں چاہے وہ مظالم مذہبی ہوں یا دوسری وجوہات کی بنا پر ہوں۔ مغربی حکومتیں براہ راست یا بالواسطہ ان جابرانہ کارروائیوں میں ملوث ہیں۔

کیا وجہ ہے کہ دنیا کی طاقتور قوموں نے دنیا میں حد سے بڑھی ہوئی غربت، ظلم اور ناانصافیوں کا کوئی حل ڈھونڈ نہیں نکالا؟ صرف اقوام متحدہ کا اعلیٰ سطح کا اجلاس بلا لینا اور ظالمانہ کارروائیوں پر غم وغصّہ کا اظہار کر دینا کسی صورت میں کافی نہیں۔ ان معاملات میں عملی اقدامات کرنے ضروری ہیں خواہ زیادتی کرنے والا کمزور ہو یا طاقتور۔

امن کے قیام کے لئے انصاف کے تمام باریک در باریک تقاضوں کی شناخت کرنا ہوگی۔ ہم سب کو نہایت وفا کے ساتھ اپنے عہدوں، ذمہ داریوں اور حیثیتوں کو نبھانا ہوگا۔ دوغلی پالیسیاں اور دوہرے معیار ختم ہونے چاہئیں۔

باہمی محبت، خلوص اور وفا کے رشتے اس وقت تک استوار نہیں ہو سکتے جب تک یہ محبت اخلاص اور وفا کے رشتے اپنے خالق و مالک ربّ العزت کے ساتھ پہلے جوڑ نہ لئے جائیں۔

یہ بات ناقابل فہم ہے کہ خواتین کا نقاب پہننا کس طرح حکومتوں کے لئے خطرناک امر بن گیا ہے؟ کیا یہ ایسا سنگین جرم ہے جس کی پاداش میں انہیں ان کے بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر دیا جائے۔ کیا نقاب پہننا یا نہ پہننا یا مسجد کے میناروں کا ہونا یا نہ ہونا ایسی چیزیں ہیں جو دنیا کے امن کو متاثر کرنے والی ہیں؟

(جماعت احمدیہ یوکے کے زیر انتظام طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں منعقدہ امن کانفرنس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب)

مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیات کی کانفرنس میں شمولیت۔

پہلا ”احمدیہ امن ایوارڈ“ لارڈ ایرک ایوبری کو دیا گیا۔

(رپورٹ: حامدہ سنوری فاروقی۔ لندن)

گزشتہ کئی سالوں سے جماعت احمدیہ یوکے ہر سال ایک امن کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے جس میں مختلف طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں کو خاص طور پر شامل ہونے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس اس تقریب میں رونق افروز ہوتے اور اپنے خطاب میں دنیا میں امن کے قیام کے موضوع پر اسلامی تعلیم کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ امسال یہ امن کانفرنس ہفتہ 20/مارچ 2010ء کو طاہر ہال، بیت الفتوح لندن میں منعقد ہوئی۔

اس تقریب میں شمولیت کے لئے شام پانچ بجے سے مہمان بیت الفتوح پہنچنے شروع ہو گئے تھے۔ خدام وانصار نے مرد مہمانوں کو اور لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے خواتین مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے جوس وغیرہ پیش کئے جس کے بعد چھوٹے چھوٹے گروپ بنا کر مہمانوں کو مغربی یورپ کی اس سب سے بڑی مسجد کو گھوم پھر کر دیکھنے کا موقع ملا۔ ہر گروپ کے ساتھ گائیڈ تھے جنہوں نے اسلام میں مسجد کی مرکزی حیثیت، مسجد کے نقشے، محراب، گنبد اور مینار کے بنانے کی اغراض پر روشنی ڈالی۔ اکثر مہمانوں نے مسجد کی صفائی ستھرائی مگر سادہ دیواروں اور پُرسکون ماحول سے نہایت درجہ متأثر ہونے کا ذکر کیا۔

بیت الفتوح کے کمپلیکس میں واقع ہومیو پیتھک ڈسپنسری، لائبریری، خلافت جوبلی کے موقع پر قائم کی گئی نمائش جس میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ اور خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور خلافت کی جھلکیاں پیش کی گئی ہیں مہمانوں کی توجہ کا مرکز رہیں۔

قریباً ساڑھے چھ بجے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت الفتوح میں نماز مغرب وعشاء پڑھائیں۔ کئی مہمان مسجد میں نماز کی ادائیگی کا مشاہدہ کرتے رہے۔

قریباً سات بجے شام طاہر ہال میں حضور انور کی تشریف آوری کے بعد تلاوت قرآن کریم سے کانفرنس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔

امیر جماعت احمدیہ UK کے تعارفی کلمات

مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے اپنے تعارفی کلمات میں کہا کہ حال ہی میں امریکہ میں ایک سروے کیا گیا جس کے نتائج مرتب کرنے والوں نے کہا کہ بدامنی کی بڑی وجہ اخلاق سے گر جانا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں